ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶ شش ماہی للعہ سہ ماہی عار

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳	مطابق یکم ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ	یوم سہ شنبہ	مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء	نمبر ۴۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۔اکتوبر واپس قادیان تشریف لے آئے باوجود طبیعت کے تقاضا کے حضور نے صرف دس گیارہ دن باہر گذارے ۔ الحمد للہ طبیعت پر بہت اچھا اثر ہوا۔ ایک روز صبح سات میل پیدل چڑھائی پر گئے ۔ اور شام کو پیدل واپس آ گئے ۔ ایک روز تقریباً ۲۱ میل سفر کیا ۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی اہلیہ صاحبہ جو ایک عرصہ سے بیمار تھیں ۔ ۱۸ ۔ ۱۹ اکتوبر کی درمیانی رات ۱۲ بجے کے قریب فوت ہو گئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ جنازہ ایک بڑے مجمع کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں ۔

اس صدمہ میں ہم حضرت مفتی صاحب سے جماعت کی طرف سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں ۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں اور ان کے خاندان کو صبر عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے ۔

احمدیان بنگال کا سالانہ جلسہ

(۱۲)

بنگال احمدیہ ایسوسی ایشن کا نواں سالانہ جلسہ ۷، ۸ تا ۹ ستمبر برہمن بڑیہ احمدیہ مسجد میں منعقد ہوا ۔ جلسہ میں مقامی احمدیوں کے علاوہ چند غیر احمدی مسلمان اور ہندو بھی حاضر ہوتے رہے ۔ علاوہ بریں بگوڑہ سے مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی ۔ سابق جرمن کے احمدی مشنری و ہیڈ ماسٹر چٹاگانگ گورنمنٹ مسلم ہائی سکول ۔ جیسورہ سے مولوی ابوالہاشم خان صاحب ایڈیشنل انسپکٹر آف سکولز چیف سیکرٹری بنگال احمدیہ ایسوسی ایشن اور چٹاگانگ سے مولوی عبد اللطیف عربی پروفیسر چٹاگانگ گورنمنٹ کالج اور قادیان سے مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل اور مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل ۔ سعید پور سے مولوی عبد السبحان صاحب پولیس سب انسپکٹر جل پائی گوری سے مولوی خلیل الرحمان صاحب سب ڈپٹی کلکٹر ۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے احباب اطراف و اکناف بنگال سے شریک جلسہ ہوئے

ڈبرو گڈھ آسام سے ایک صاحب معزز غیر احمدی اور ضلع نواکھالی سے ایک غیر احمدی نے بھی شریک جلسہ ہو کر احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کیں ۔ حاضرین کی تعداد سال گذشتہ سے زیادہ تھی ۔

۷ ستمبر کی کارروائی ۸ بجے صبح سے شروع ہوئی ۔ مولوی عبد الغفور صاحب قادیانی نے جماعت میں اتحاد اور اس کے فوائد پر لیکچر دیا ۔ اس کے بعد مولوی ابوالہاشم خان صاحب نے انجمن کی سال گذشتہ کی رپورٹ پڑھ کر سنائی ۔ اس کے بعد مولوی عبد السبحان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خاص چٹھی جو بنگال احمدیہ ایسوسی ایشن کے ممبروں کو مخاطب کر کے حضور نے لکھی ہے ۔ پڑھ کر سنائی ۔ جس نے اخلاقی اور روحانی ترقی کی ایک روح پھونک دی ہے ۔ اس کے بعد صدر جلسہ مولوی مبارک علی صاحب کی تحریک سے مندرجہ ذیل گذارش حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور پیش کرنے کے لئے تجویز کی گئی ۔

بحضور فیض گنجور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ بنگال احمدیہ ایسوسی ایشن کے

ممبروں نے ۲۷ ستمبر ۱۹۲۵ء کے اجلاس میں یہ گزارش باتفاق رائے تجویز کی ہے کہ حضور کے والا نامہ کے جواب میں مندرجہ ذیل الفاظ میں لبیک کہا جائے۔

ہم خاکساران نہایت ادب سے یہ التماس کرتے ہیں۔ کہ ہم سب نے حضور کے نصائح کو نہایت محبت سے اور خلوص قلب سے سُنا ہے۔ اور بہت ہی احترام کے ساتھ ان ہدایات کو اپنے سینہ میں جگہ دی ہے۔ ہم سب عرض کرتے ہیں۔ کہ انشاء اللہ ان باتوں پر خدا کے فضل وکرم سے اور اسی کی توفیق سے اور حضور کی بابرکت دعاؤں کے ماتحت عمل کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور ان نصیحتوں پر اپنے اعمال سے اقوال سے۔ اخلاق سے کاربند ہونے کی کوشش کرتے رہینگے۔

حضور کی خدمت مبارک میں درخواست ہے۔ کہ حضور جماعت احمدیہ بنگال کی روحانی اور اخلاقی اور دنیوی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔

اس کے بعد نماز ظہر و عصر پڑھی گئی۔ پھر مولوی عبداللطیف صاحب پروفیسر چٹاگانگ کالج نے صداقت مسیح موعود پر مدلل لیکچر دیا۔ اس کے بعد مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے بیعت کی ضرورت پر بہت قابلیت کے ساتھ لیکچر دیا۔ اور دُعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

پہلے روز شام کو اور دوسرے روز صبح کو مجلس مشاورت منعقد ہو کر آئیندہ سال کا پروگرام و بجٹ تیار کیا گیا۔

دوسرے روز ۱۱ بجے صبح سے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی مولوی خلیل الرحمان صاحب سب ڈپٹی کلکٹر نے "احمدیت یا حقیقی اسلام" پر لیکچر دیا۔ اس کے بعد مولوی عبدالغفور صاحب نے جماعت کو اخلاق اور روحانیت میں نمونہ بننے کے لئے بہت مؤثر پیرایہ میں تبلیغ کی۔

اسکے بعد جنرل سیکرٹری صاحب نے انجمن کے آئیندہ سال کا پروگرام اور بجٹ پڑھکر سنایا۔ اس کی تنقید و منظوری کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھی گئی۔ نماز کے بعد مولوی ظل الرحمان صاحب مبلغ بنگال نے اُمت محمدیہ میں غیر تشریعی نبی آنے کے متعلق تقریر کی۔ پھر مولوی غلام احمد صاحب نے خاتم النبیین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح سے دونوں کی صداقت ظاہر کی۔ اس کے بعد مولوی مبارک علی صاحب نے اپنے سفر یورپ کے حالات اور بنگال میں کس طرح تبلیغ کی جا سکتی ہے۔ بیان کی۔

تیسرے دن احمدی خواتین کا جلسہ تھا۔ جلسہ کی کارروائی صبح ۱۱ بجے سے شروع ہوئی۔ مقامی خواتین کے علاوہ جنسورہ سے مولوی ابوالہاشم خان صاحب کی بیوی اور چٹاگانگ سے مولوی عبداللطیف صاحب پروفیسر کی اہلیہ صاحبہ۔ جل پائی گوری سے مولوی خلیل الرحمان صاحب سب ڈپٹی کلکٹر کی اہلیہ صاحبہ تشریف لائی تھیں۔

جلسہ پردہ کے اندر ایک صحن میں منعقد ہوا۔ مرد لیکچرار پردہ کے باہر لیکچر دیتے رہے۔ مولوی عبداللطیف صاحب پروفیسر کی بی بی صدر مقرر ہوئی۔ متعدد خواتین نے تلاوت قرآن کریم کی۔ مضمون پڑھکر سنائے۔ اردو اور بنگلہ زبانوں کی نظمیں پڑھیں اور لیکچر بھی دئے۔ پنجاب میں جو مٹھی آٹا کا طریق جاری ہے۔ اسی طرح بنگال میں مٹھی چاول روزانہ جمع کرنے کی تجویز پاس ہوئی۔

خاکسار سید سعید احمد۔ احمدی۔ مینجر بنگال احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن برہمن بڑیہ

اخبار احمدیہ

ضلع شیخوپورہ کی احمدیہ انجمنوں کو اطلاع

مولوی غلام رسول صاحب لنگری کو ضلع شیخوپورہ کی انجمنوں کے تبلیغی دورہ کے لئے ۱۴ اکتوبر کو روانہ کیا گیا ہے۔ اس دورہ میں وہ سیکرٹری صاحبان تبلیغ کے کام کا معائنہ بھی کرینگے۔ اور جہاں سیکرٹری تبلیغ نہیں ہیں وہاں بمشورہ مقامی جماعت مقرر کرینگے۔ احباب ان کی اس کام میں امداد فرمادیں۔

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مبلغ مصر کا اعلان

شیخ محمود احمد صاحب احمدیہ مشنری مصر چونکہ اپنے ایک تازہ خط میں لکھتے ہیں۔ میں چند ماہ کے لئے نومبر میں قادیان واپس آنے والا ہوں۔ اس لئے جو احباب ان سے گذشتہ عرصہ میں خط و کتابت کرتے رہے ہیں۔ وہ اکتوبر کے بعد تا اطلاع ثانی انہیں کوئی خط نہ لکھیں۔ کیونکہ خط ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

مبلغین جماعت احمدیہ کی خدمت میں التماس

معزز علمائے کرام جو وقتاً فوقتاً تبلیغی دورہ پر تشریف لیجاتے یا واپس آتے ہیں۔ ان کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے۔ کہ جب وہ قادیان سے روانہ ہوں۔ یا قادیان کسی مقام سے واپس تشریف لارہے ہوں۔ تو ہمیں بذریعہ تار مطلع فرما دیا کریں۔ تا کہ ہم بذریعہ منادی یا اشتہار شہر میں مشتہر کرا کر ان سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ کیونکہ امرتسر کی موجودہ حالت مقتضی ہے۔ کہ یہاں روزانہ لیکچر کرائے جائیں۔ تار بنام امیر جماعت احمدیہ امرتسر آنی چاہئیے۔

غلام محمد۔ سیکرٹری تبلیغ۔ امرتسر۔

کلاس مبلغین

عنقریب کھلنے والی ہے۔ مولوی فاضل پاس طلباء لئے جائینگے۔ خاص قابلیت رکھنے والے طالب علم مولوی فاضل کی شرط کے بغیر بھی لئے جا سکتے ہیں۔ داخل ہونے کے لئے جلد سے جلد درخواستیں آنی چاہئیں۔ صرف آٹھ طلباء کی گنجائش ہے

مرزا شریف احمد۔ ناظر تعلیم و تربیت

احباب کا شکریہ

عزیزم مولوی غلام محمد صاحب کی وفات پر جن احباب نے تعزیت اور ہمدردی کے خطوط مجھے لکھے ہیں۔ میں ان کا الفضل کے ذریعہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اپنی کمزوری اور ہیچ قسم موانع کے باعث فرداً فرداً سب خطوط کے جوابات نہ بھیج سکنے کی بابت عذر خواہی کرتا ہوں۔ خاکسار۔ محمد الدین احمدی گوجرانوالہ

اعلان نکاح

۹ اکتوبر۔ منشی حسین بخش صاحب پٹواری ساکن کلانور کا نکاح محمد نثار بیگم بنت چودہری محمد ابراہیم صاحب ساکن دہرم کوٹ بگہ سے آٹھ سو مہر پر میں نے پڑھا۔

حافظ عبدالرحمن۔ سیکرٹری تبلیغ۔ بٹالہ۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے مجھے لڑکا دیا ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ خادم دین بنائے۔ اور اس کی والدہ کو سب طرح سے صحت بخشے۔ محمد بخش۔ حصار

درخواست دُعا

میں عرصہ تین ماہ سے متواتر بیمار چلا آتا ہوں۔ صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ خاکسار بدرالدین ملتان شہر۔

(۲) مسمی محمد ولد قطب الدین صاحب سکنہ چک سکندر بیمار ہے اس کی صحت کے لئے تمام احباب دُعا فرماویں۔

عبدالمالک۔ سیکرٹری۔

دُعائے مغفرت

۲۱ ستمبر ۱۹۲۵ء کو مولوی اللہ دتا صاحب ایک ماہ بیمار رہ کر بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خادموں اور ۳۱۳ اصحابیوں میں سے تھے۔ احباب مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے صبر و استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار۔ محمد طفیل سیکرٹری انجمن احمدیہ گوکھووال۔

موٹر ڈرائیوروں کی ضرورت

چار پانچ احمدی موٹر ڈرائیوروں کی ضرورت ہے۔ جو سند یافتہ اور نیک چلن ہوں۔ جماعت کی شہرت اور تقویٰ کو داغ لگانے والے نہ ہوں۔ اپنی درخواستیں مع نقول اسناد میرے پاس بھیجدیں۔ جماعت کے کارکنان کے سرٹیفکیٹ بابت نیک چلنی اور تقویٰ علیحدہ بھیجدیں۔ درخواستوں پر کسی افسر یا محکمہ کا نام نہ لکھیں۔ وہ میں خود لکھ دوں گا۔ اپنا پورا پتہ نیچے لکھدیں۔ ذوالفقار علیخان ناظر امور عامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء

معارفِ قرآنیہ بیان کرنے کے متعلق چیلنج

علماء دیوبند کی خموشی اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا فرار

(نمبر ۱)

علماء دیوبند نے اپنے ایک اشتہار میں جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا:-

"کم سے کم کس قدر معارف قرآنیہ ہونے چاہئیں کتنے دلائل اور علوم مختصہ ہوں - جن سے انسان مسیح موعود مہدی مسعود ہو سکے - ان کی صرف فہرست بتا دو تو پھر خدا چاہے - یہ ہم بتلا دینگے - کہ یہ معارف بالکل مسروقہ ہیں"

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا:-

"اگر وہ (دیوبندی) لوگ اپنی اس بات پر مضبوط اور قائم ہیں - اور اس کو صداقت کا معیار قرار دینے کے لئے تیار ہیں - تو اس بات کا میں ذمہ لیتا ہوں - کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے وہ حقائق اور معارف پیش کروں - جو ان مولوی صاحبان نے کبھی بیان نہیں کئے - اور نہ پہلی کتابوں میں قرآن کریم سے اخذ کر کے بیان کئے گئے ہیں"

اس کے ساتھ ہی آپ نے دیوبندیوں کو یہ چیلنج بھی دیا تھا کہ:-

"غیر احمدی علماء مل کر قرآن کریم کے وہ معارف روحانیہ بیان کریں - جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے - اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی - پھر میں ان کے مقابلہ پر کم سے کم دگنے معارف قرآنیہ بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھے ہیں"

اس چیلنج کی مفصل تشریح فرمانے کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا:-

"اگر مولوی صاحبان اس طریق فیصلہ کو ناپسند کریں اور اس سے گریز کریں - تو دوسرا طریق یہ ہے - کہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ خادم ہوں - میرے مقابلہ پر مولوی صاحبان آئیں - اور قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈال کر انتخاب کر لیں - اور دو تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں - جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں - جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں - اور میں بھی اسی ٹکڑے کی اسی عرصہ میں تفسیر لکھوں گا - اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی روشنی میں اس کی تشریح بیان کروں گا اور کم سے کم چند ایسے معارف بیان کروں گا - جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہونگے اور پھر دنیا خود دیکھ لیگی - کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے - اور مولوی صاحبان کو قرآن اور اس کے نازل کرنے والے سے کیا تعلق اور کیا رشتہ ہے"

یہ چیلنج فیصلہ کا نہایت آسان طریق اور حق و باطل میں امتیاز کرنے کا سہل ذریعہ تھا - اور وہ لوگ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین ہونے کے مدعی اور قرآن وحدیث کے ماہر ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں - ان کے لئے نہایت ضروری تھا - کہ اسے جلد سے جلد منظور کر کے میدان مقابلہ میں نکلتے - لیکن دیوبندیوں نے جو براہ راست مذکورہ بالا مقابلہ کی دونوں صورتوں کے مخاطب تھے آج تک منظور کرنے کی ہمت نہ دکھائی - اور ایسے ساکت ہو گئے - کہ گویا دنیا میں موجود ہی نہیں - البتہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے صورت اول کو چھوڑ کر جو ان کے لئے بہت ہی کٹھن تھی صورت دوم کے متعلق اہلحدیث ۲۱ اگست کے پرچہ میں لکھا:-

"ہم اس چیلنج کی منظوری دیتے ہیں - کہ بلا تکلف ہم کو یہ صورت منظور ہے"

چونکہ یہ الفاظ لکھتے ہوئے مولوی صاحب نے ثنائے خود کردن کے فعل شنیعہ کا ارتکاب بھی کیا تھا - اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے متعلق لکھا تھا:-

"ہماری اس میں ہتک ہے - کہ ہم ایک ایسے شخص کے سامنے بیٹھیں - جو نہ علوم ظاہری کے عالم - نہ کسی باطنی درجہ کے مدعی"

اس لئے ہم نے اپنے جواب میں ان کی اس بے جا تعلی کو باطل ثابت کرنے کے لئے ان کے سامنے بالمشافہ تفسیر نویسی کی یہ صورت پیش کر دی کہ:-

"انہیں اختیار ہوگا - کہ اپنا شبہ دور کرنے کے لئے وہ بالمشافہ تفسیر نویسی کرنا چاہتے ہیں تو قادیان میں تشریف لے آئیں - ان کے تمام اخراجات مناسب ہم ادا کرینگے - اور اگر کسی قسم کی جانی یا مالی حفاظت کی ذمہ واری بھی وہ ہم پر عائد کرینگے - تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں"

اس کے بعد اس خیال سے کہ اگر مولوی صاحب باوجود ہماری طرف سے اخراجات اور حفاظت کا پورا پورا اطمینان دلانے کے بالمشافہ تفسیر لکھنے کیلئے تیار نہ ہوں - تو پھر یہ صورت ہونی چاہیئے کہ:-

"مناسب انتظام کے ساتھ قرعہ اندازی ہونے کے بعد وہ اپنی جگہ قرآن شریف کے ان تین رکوع کی تفسیر لکھیں - جو قرعہ اندازی سے منتخب ہونگے - اور حضرت خلیفۃ المسیح اپنی جگہ انہی منتخب شدہ تین رکوع کی تفسیر لکھیں - اور پھر یہ دونوں تفسیریں مساوی خرچ کے ساتھ یکجا کر کے شائع کی جائیں - تاکہ دنیا دیکھ لے - کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے اور مولوی صاحبان نے کیا" (الفضل ۱۰ ستمبر)

ظاہر ہے - کہ ان دو صورتوں میں سے ایک صورت بالمشافہ تفسیر نویسی کے متعلق ہے - جو اس لئے پیش کی گئی تا مولوی صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کسی دوسرے کی مدد کا جو شبہ ہے - وہ دور کر لیں - ورنہ دوسری صورت اپنے اپنے مقام پر تفسیر لکھنے کے لئے ہے - لیکن مولوی صاحب کی ہمارے اس صاف اور واضح جواب کو دیکھ کر وہی حالت ہوتی ہے - جو حق کے مقابلہ میں باطل کی ہونی چاہیئے - انہوں نے بالکل صاف الفاظ کا وہ مطلب اخذ کیا - جو کسی صورت میں بھی ان کا نہیں ہے - چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"پہلے تو یہ لکھا ہے - اپنا شبہ دور کرنے کے لئے وہ بالمشافہ تفسیر نویسی کرنا چاہتے ہیں - پھر اس کی ایک صورت

نہ لکھی ہے۔ کہ قادیان میں آکر سامنے لکھیں۔ مگر دوسری صورت کیسی نامعقول ہے۔ کہ وہ اپنی جگہ لکھیں۔ اور خلیفہ صاحب اپنی جگہ۔ بھلا جس حال میں رفع شبہ کے لئے ہی یہ دوسری صورت تم نے بتائی ہے۔ تو کیا اس صورت میں جو اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر لکھیں گے۔ وہ شبہ کہ کسی دوسرے کی مدد سے نہ لکھی ہو۔ دور ہو سکتا ہے؟" (اہلحدیث ۲۵ ستمبر)

گویا مولوی صاحب کے نزدیک ہم نے تفسیر نویسی کی یہ دونوں صورتیں ان کا شبہ دور کرنے کے لئے رکھی ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اور سارے مضمون کا مفہوم اس کی تردید کر رہا ہے ہمارا جو کچھ مطلب ہے۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ اگر مولوی صاحب کو یہ شبہ دور کرنا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بغیر شرکت غیرے تفسیر لکھتے ہیں یا نہیں۔ تو یہاں آجائیں۔ ان کا ضروری خرچ اور حفاظت ہمارے ذمہ ہوگی۔ اور ہمیں چونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو امرتسر یا کسی دوسری جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ہمارے اسی مضمون میں یہ الفاظ موجود ہیں:۔

"اس تفسیر نویسی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے امرتسر یا کسی دوسری جگہ تشریف لیجانے کی اس لئے ضرورت نہیں۔ کہ مناسب انتظام کے ساتھ اپنی اپنی جگہ تفسیر نویسی کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ اور اس شبہ کے دور کرنے کی حضرت خلیفۃ المسیح کو حاجت نہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب علوم ظاہری یا باطنی کے عالم ہیں یا نہیں۔ اس کا پتہ حقائق و معارف سے ہی لگ جائے گا۔" (الفضل ۱۰ ستمبر)

ان الفاظ سے بھی ظاہر ہے۔ کہ شبہ دور کرنے کی ہم نے صرف یہی صورت پیش کی ہے۔ کہ جسے شبہ ہو۔ وہ دوسرے فریق کے ہاں چلا جائے۔ اور بالمشافہ تفسیر لکھے اور لکھائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو چونکہ اسکی ضرورت نہیں۔ اس لئے آپ کو امرتسر وغیرہ جانے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہاں مولوی صاحب کو چونکہ شبہ ہے اس لئے وہ قادیان آجائیں۔

ایسی صاف اور واضح بات کے متعلق یہ کہکر دھوکہ دینا نہایت ہی شرمناک فعل ہے کہ دونوں صورتیں شبہ دور کرنے کے لئے رکھی گئی ہیں۔ حالانکہ جیسا کہ اوپر دکھایا جا چکا ہے۔ دوسری صورت ہرگز شبہ دور کرنے کے لئے نہیں رکھی۔ یہ محض مولوی صاحب کی دھینگا مشتی ہے۔ کہ ایک بات کو مفید مطلب بنانے کے لئے اس میں تحریف کر رہے ہیں۔ اور اس طرح اپنی جان بچانا چاہتے ہیں۔ ورنہ وہ بھی خوب جانتے ہیں کہ دوسری صورت بالکل علیحدہ ہے۔ جس کا ثبوت مندرجہ بالا الفاظ سے بھی مل رہا ہے۔ مگر مولوی صاحب کو اس سے کیا۔ انہیں تو راہ فرار اختیار کرنے کے لئے کوئی بہانہ چاہیئے تھا۔ جو خواہ کتنا ہی بودا ہو۔ اگلے نمبر میں ہم دکھائیں گے کہ انہوں نے اور کیا کیا ہے۔

بنک کا سود اور جمعیۃ العلماء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ایسے حالات میں کہ جمع شدہ روپیہ کا سود لازماً لینا پڑے۔ اور اگر نہ لے۔ تو عیسائی مشنریوں کو عیسائیت کی تبلیغ کے لئے دیدیا جائے۔ فرمایا کہ اس روپیہ کو اشاعت اسلام کے لئے دے دینا چاہیئے۔ تو ہندوستان کے علماء نے جنہیں قدرت نے عقل و خرد۔ دور اندیشی اور موقع شناسی کے جذبات سے یکسر تہیدست کر دیا ہے۔ اس کے خلاف سخت شور مچایا لیکن اب یہی علماء ایسے روپیہ کو "امور خیریہ" میں صرف کرنے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ چنانچہ جمعیۃ العلماء کا اخبار "الجمعیۃ" (۲۹ ستمبر) "بنک کا سود اور اس کا مصرف" کے عنوان سے لکھتا ہے:۔

"شریعت کی رو سے تمام امور خیریہ میں اسے خرچ کیا جا سکتا ہے"

اور یہاں تک زور دیتا ہے۔ کہ اگر بعض مسلمان اس کے لئے تیار نہ ہوں یعنے وہ سود کا روپیہ امور خیریہ میں خرچ کے لئے نہ دیں تو جمعیۃ العلماء فرماتی ہے:۔

"ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ان پر دباؤ ڈالنا بھی منشائے شریعت کے خلاف نہ ہوگا۔ کیونکہ شرع اسلامی کی رو سے مشکوک اور ناجائز روپے کو صرف امور خیریہ ہی میں صرف کیا جا سکتا ہے۔ اور اپنی ذات پر خرچ کرنا ناجائز ہے۔"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ آج اتنے عرصہ کے بعد اور بہت سا روپیہ ضائع کر کے علماء کو جو بات سمجھ آئی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت عرصہ قبل بیان فرما دی تھی۔ اور اسوقت جن لوگوں نے اسکی سخت مخالفت کی تھی آج انہیں خود اس کا قائل ہونا پڑا ہے۔

علماء دیوبند اور "زمیندار"

علماء دیوبند جو احمدیوں کو مرتد قرار دیکر قتل کا فتویٰ دینے کے ایام میں "زمیندار" کی آنکھ کا تارا اور اس کے کلیجہ تاریک کا چراغ بنے ہوئے تھے آج اس لئے معتوب ہو رہے ہیں کہ انہوں نے نجدیوں کی حمایت میں "زمیندار" کا ساتھ نہیں دیا۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"یہ کیا مصیبت ہے کہ ہم نے حضرات علماء دیوبند سے قبوں کی شرعی حیثیت کے متعلق استفسار کیا۔ تو جب بھی انہوں نے خاموشی ہی پر عمل پیرا ہونا مناسب خیال فرمایا۔ کیا حضرات علماء دیوبند اس دور پر فتن میں اپنے اس فرض کو محسوس نہیں کرتے۔ کہ کتاب و سنت اور مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ماتحت قبوں کی شرعی حیثیت عامۃ المسلمین پر واضح کر دیں اگر علماء اختلافی مسائل پر بھی اُمت کی رہنمائی نہ کریں۔ تو آخر وہ کس مرض کی دوا ہیں کیا کسی مذہبی یا دنیاوی مصلحت کا خیال علماء حق کو بھی خدا اور رسول کے احکام کی دلیرانہ نشر و تبلیغ سے روک سکتا ہے۔ اگر دیوبند ہی کے علماء کرام مصلحت بینی میں مصروف ہو گئے۔ تو خدارا ہمیں بتایا جائے کہ ہندوستان کے مسلمان ہدایت طلب کرنے کے لئے کس کے دروازے پر جا کر سر پھوڑیں۔" (زمیندار یکم ستمبر)

باوجود اس قدر رونے پیٹنے اور طعن و تشنیع کرنے کے تا حال علماء دیوبند اس بارے میں خاموش ہیں۔ اور بالفاظ "زمیندار" تمام حالات کے روشن ہو جانے کے باوجود خاموش بیٹھے ہیں۔ گویا یہ کہکر زمیندار ان علماء کو الساکت عن الحق شیطان الاخرس کا مصداق بنا رہا ہے۔ جسکے وہ پورے پورے مستحق ہیں۔

آریوں کی تہذیب

آریہ اخبار احمدی اخبارات کے سخت اور مشکل مطالبات کا کوئی جواب نہ پاکر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ احمدیوں کی طرف سے انکے خلاف درشت الفاظ استعمال کئے جاتے اور ان کے متعلق سخت کلامی کی جاتی ہے۔ اور اس طرح اصل سوال سے ہٹکر احمدیوں کی تہذیب پر حملہ آور ہوا کرتے ہیں۔ لیکن وہ خود جس تہذیب کے مالک ہیں۔ اس کا پتہ ان کی تحریروں سے بآسانی لگ سکتا ہے۔ ان تحریروں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ جو دوسروں کے خلاف لکھتے رہتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کو جس طرح مخاطب کرتے ہیں۔ اس کا نمونہ ذیل میں ملاحظہ ہو:۔

پروفیسر رام دیو صاحب پرنسپل گوروکل کانگڑی جنہیں "اس یونیورسٹی کے پوتر اور ترباتی آچاریہ کہا جاتا ہے۔ آریوں کے ایک دوسرے گروہ کے لیڈر کے متعلق لکھتے ہیں:

"فساد کی آگ جب بھڑکتی ہے۔ مہاشہ خوشحال چند خورسند کی حرکات سے بھڑکتی ہے۔ وہ شریف آدمیوں کی پگڑیاں اچھالنے میں مشّاق ہیں۔ اور آریہ سماج کے کاریہ کرتاؤں کے خلاف جھوٹے اتہام گھڑنا اور ان کے برخلاف زہر اگلنا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ جب کبھی مہاتما ہنسراج کا دھیان مہاشہ خورسند کی کرتوتوں کے برخلاف آکرشت کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن عملی طور پر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ کیونکہ مہاشہ جی دن بدن زیادہ دریدہ دہن منہ پھٹ اور بدلحاظ ہوتے جاتے ہیں۔ میرے کئی معزز دوستوں کا خیال ہے۔ کہ مہاتما جی جو کام خود اپنی شان کے شایاں نہیں سمجھتے۔ اس کو کرنے کے لئے ان کو ایک بل ڈاگ کی ضرورت ہے۔ اور مہاشہ خورسند کو انہوں نے اس کام کیلئے نہایت موزوں سمجھا ہے۔ مہاشہ خورسند کی موزونیت پر تو مجھے بھی شک نہیں۔ لیکن میں اس امر سے متفق نہیں ہوں۔ کہ مہاتما جی ایسی ناپاک حرکت کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ میرا خیال تو یہ ہے۔ کہ مہاتما جی کی نیک طینت اور جبلّی شرافت نے ان کے اندر ایک کمزوری پیدا کر دی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے ساتھ کام کرنیوالوں کو سختی سے تنبیہ نہیں کرتے۔ ان کی اس کمزوری کا پھل یہ ہو رہا ہے۔ کہ لوگ مہاشہ خورسند کی کرتوتوں کو مہاتما جی سے منسوب کرنے لگ گئے ہیں۔ میں بڑے ادب سے مہاتما جی سے درخواست کروں گا۔ کہ اگر بل ڈاگ شریف آدمیوں کی ٹانگوں کو کاٹنے سے باز نہیں آتا۔ تو مالک اخلاقی ذمہ داری سے مکت نہیں سمجھا جا سکتا۔" (آریہ گزٹ یکم اکتوبر)

ان الفاظ سے جہاں یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ آریہ صاحبان کس تہذیب کے مالک ہیں۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی اندرونی حالت کیسی خراب ہو چکی ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے آریہ سماج کی اس دل آزار اور شرانگیز روش کا۔ جو انہیں سوامی دیانند جی سے ورثہ میں ملی ہے۔ اور جو دوسروں کے علاوہ اب خود انہیں اپنا اثر دکھا رہی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

حضرت مرزا صاحب نے مبعوث ہو کر کیا کیا

(۵)

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء

گذشتہ سے پیوستہ

میں نے مثال کے طور پر پچھلے دو خطبوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تعلیم توحید کے متعلق بیان کی تھی۔ جو آپ نے نور نبوت کے ذریعہ حاصل کر کے لوگوں تک پہنچائی۔ اور بتایا تھا کہ جو کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے وہ نہ مولویوں سے ہو سکتا تھا۔ نہ ان کے کرنے کا تھا۔ نہ وہ کر سکے۔ اور نہ وہ اب کر سکتے ہیں۔

توحید کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم

آج بھی میں توحید ہی کی تعلیم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تحقیق بیان کرتا ہوں۔ جو بیشک قرآن کریم میں تو مذکور ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو دنیا کو بتائی ہے۔ لیکن مولویوں کو نظر نہ آئی اور حضرت مسیح موعود (ع) نے جو کچھ حاصل کیا وہ قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے سیکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے دنیا نے اس طرف توجہ ہی نہیں کی کہ توحید کیا ہے۔ اور قرآن شریف اس کے متعلق کیا کہتا ہے۔ توحید قرآن میں تھی۔ مگر نہ کسی مولوی نے اسکی طرف خیال کیا۔ اور نہ کسی عالم نے۔ وہ خزانہ تھا مگر مخفی جسکو کوئی مولوی ہاتھ نہ لگا سکا۔ وہ ایک موتی تھا جو قرآن کریم کے علوم کے سمندر کی تہ میں پڑا ہوا تھا۔ جسے وہاں سے کوئی نہ نکال سکا کیونکہ اس تہ میں سے اگر کوئی نکال سکتا تھا تو وہی غوطہ خور نکال سکتا تھا۔ جو گہرا غوطہ لگا سکتا تھا۔ مگر مولویوں میں یہ ہمت نہ تھی۔

مولویوں کے نزدیک توحید

توحید کے متعلق جس چیز پر لوگوں نے زور دیا ہے۔ اور مولوی اور علماء نے بھی جس پر زور دیا ہے وہ یہ ہے کہ خدا کی ذات میں کسی کو شریک نہ قرار دیا جائے۔ خدا کی صفات میں کسی کو اس کا شریک نہ قرار دیا جائے۔ خدا کے مرتبہ میں کسی کو شریک نہ سمجھا جائے۔ اور خدا کے اظہار قدرت میں کسی کو اس کا شریک نہ بنایا جائے۔ جو کچھ بھی مولویوں نے لکھا۔ اور جتنی بھی کتابیں علماء کی ہیں۔ ساری کی ساری جب توحید بیان کرتی ہیں۔ تو انہی باتوں میں اسے محدود کرتی ہیں۔ انہوں نے اس کی حد باندھ دی ہے۔ وہ ساری کی ساری یہی کہتی ہیں کہ خدا تعالےٰ کی ذات میں خدا تعالےٰ کی صفات میں۔ خدا تعالےٰ کے مرتبہ میں اور خدا تعالےٰ کے اظہار قدرت میں کسی کو شریک مت قرار دو۔ مولویوں کی نظر اس سے اوپر نہیں گئی۔ اور ان کا سارا زور اسی پر ختم ہو گیا ہے۔

صوفیہ کے نزدیک توحید

صوفیاء اس سے اوپر گئے ہیں۔ انہوں نے مولویوں سے ایک قدم آگے بڑھایا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ کوئی توحید نہیں ہے۔ کہ خدا کی ذات میں۔ خدا کی صفات میں۔ خدا کے مرتبہ میں اور خدا کے اظہار قدرت میں کسی کو شریک نہ قرار دیا جائے اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ خدا ہے اور ایک ہی ہے تو یہ کوئی توحید نہیں۔ ایسا ہی اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خالق اور محی کی صفات صرف خدا ہی کے لئے ہیں۔ تو اتنا کہہ دینا توحید کی حقیقت کو پورا نہیں کر دیتا۔ بلکہ توحید یہ ہے کہ اسباب پر کسی قسم کا بھروسہ نہ کیا جائے۔ دیکھو خدا کے سوا کوئی نہیں جو اولاد عطا کرے۔ اس لئے اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ فلاں شخص نے بیٹا دیا۔ خواہ وہ ساتھ یہ بھی کہے کہ خدا سے حاصل کر کے دیا ہے۔ خواہ "باذن اللہ" ہی اس کا نام رکھے۔ پھر بھی یہ شرک ہے۔ اسی طرح اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے۔ کہ فلاں شخص کی مدد سے میں فلاں کام کر لونگا۔ یا خود ذریعہ اور سبب کا پتہ لگا کر فلاں مشکل کو حل کر لونگا یا روپے کے ذریعے اس کو درست کر لونگا۔ تو یہ بھی سب شرک ہے ایسا ہی اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں علاج کے ذریعہ مرض دور کر لونگا۔ یا یہ سمجھتا ہے کہ کپڑوں کے ذریعہ میں سردی یا گرمی سے اپنے آپ کو بچا لونگا۔ یا پانی سے پیاس بجھا لونگا۔ یا کھانے سے بھوک مٹا لونگا۔ یا علم سے جہالت دور کر لونگا۔ تو وہ بھی مشرک ہے۔ کیونکہ وہ اسباب پر حصر کرتا ہے اور اسباب بنانے والے کو چھوڑتا ہے۔

قدری اور جبری فرقے

مولویوں کی نظر یہاں تک نہیں گئی۔ وہ عام طور پر اسی حد تک رہے ہیں۔ کہ خدا کی صفات۔ ذات اور اظہار قدرت میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔ اور جو اس سے آگے بڑھے ہیں وہ صحیح راستہ پر نہ رہے۔ اور جدھر صوفیاء لے جانا چاہتے تھے ادھر نہیں گئے۔ بلکہ اور طرف چلے گئے۔ یعنی قدری اور جبری بن گئے۔ یہ بھی اسباب ہی کے پیچھے گئے۔ جبریوں نے تو کہہ دیا کہ جو فعل انسان سے سرزد ہوتا ہے وہ خدا ہی کراتا ہے۔ اسمیں انسان کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ چور اگر چوری کرتا ہے تو خدا ہی کراتا ہے۔ ڈاکو اگر ڈاکہ ڈالتا ہے تو خدا ہی ڈلواتا ہے۔ قاتل اگر قتل کرتا ہے تو خدا ہی قتل کراتا ہے۔ کیونکہ سب کام خدا ہی کراتا ہے۔ لیکن نادان نہیں جانتے۔ اگر خدا ہی یہ سب کام کراتا ہے۔ اگر خدا ہی کہتا ہے کہ تو فلاں کے ہاں چوری کر۔ اگر خدا ہی کہتا ہے کہ تو فلاں جگہ ڈاکہ ڈال۔ اگر خدا ہی کہتا ہے۔ تو فلاں شخص کو قتل کر دے غرض اگر خدا ہی تمام اس قسم کے کام کرنے کیلئے بندوں سے کہتا ہے۔ تو پھر اس قسم کے کام کرنے پر سزا کیوں دیتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک فعل خود کرائے اور پھر اس کے کرنے پر سزا بھی دے۔

ان کے مقابلہ میں قدریوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ خدا انسان سے کوئی فعل نہیں کراتا۔ بلکہ اس نے انسان کو ہر کام کرنے کا اختیار دیدیا ہے۔ اور انسان جو کچھ کرتا ہے اسمیں وہ مختار ہے۔ اس پر کسی کا اختیار نہیں ہے۔ انہوں نے اختیار کے مطلب کو ہی غلط سمجھا۔ وہ کہتے ہیں انسان کو خدا نے اختیار دیا ہوا ہے جو چاہے کرے۔ لیکن یہ نہیں سمجھتے۔ کہ اگر اختیار ہے۔ تو پھر سزا کیسی اسی طرح تقدیر کا مسئلہ ہے۔ اسے بھی مولویوں نے نہایت برے طریق پر بیان کیا ہے۔ میں اس وقت اس میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کیونکہ یہ علیحدہ مسئلہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر بھی ایسی روشنی ڈالی ہے۔ کہ اسمیں کوئی مشکل نہیں رہ گئی۔

صوفیا کی تعلیم کا موازنہ مولویوں کی تعلیم سے

صوفیاء نے توحید کے متعلق جو تعلیم دی۔ گو وہ مولویوں کے خیال سے اعلیٰ تھی۔ اور اس کا علم انہوں نے خدا تعالےٰ سے حاصل کیا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ اس تعلیم کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید کے متعلق بیان فرمائی ہے۔ مولویوں نے تو کہا تو خدا کو ایک سمجھ۔ اُسکی ذات میں اُسے ایک سمجھ۔ اس کی صفات میں اُسے ایک سمجھ۔ اُس کے منصب میں اُس کو ایک سمجھ۔ اس کے اظہار قدرت میں اُسے ایک سمجھ یہی توحید ہے۔ لیکن صوفی یہاں تک نہیں رہے بلکہ انہوں نے اس سے آگے قدم بڑھایا۔ اور یہ کہا کہ تو خدا کو ایک بھی سمجھ۔ اور اپنے عمل سے بھی ایسا ہی ثابت کر۔ یہ نہ کر کہ تیری زبان تو کہے کہ خدا ایک ہے اور تیرا دل خدا کے سوا اوروں کو حاجت برار بھی سمجھے یعنی اسباب پر بھروسہ کرے۔ جب تو روٹی کھاتا ہے تو یہ خیال مت کر کہ روٹی سے پیٹ بھریگا۔ بلکہ یہ یقین کر کہ خدا نے ہی روٹی کو یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ بھوک مٹا سکے۔ اسی طرح جب تو پانی پیتا ہے تو یہ یقین رکھ۔ کہ خدا ہی سیری دیگا۔ تر ہو گی۔ ورنہ پانی کی یہ طاقت نہیں کہ پیاس بجھا سکے۔ اگر تو بیمار ہو تو بیشک علاج کر۔ لیکن یہ یقین ہرگز نہ رکھ۔ کہ اس علاج سے مجھے فائدہ ہوگا۔ بلکہ یہ سمجھ کہ خدا تعالےٰ نے اس میں وہ صفت رکھدی ہے کہ جس سے شفا ہوتی ہے اگر وہ ان صفتوں کو ان اشیاء میں پیدا نہ کرے

تو یہ اپنے آپ کچھ بھی نہیں کر سکتیں ؛

پس اس بات پر یقین رکھ کہ روٹی اگر بھوک مٹاتی ہے۔ پانی اگر پیاس بجھاتا ہے۔ علاج اگر مرض دور کرتا ہے۔ تو یہ سب خدا ہی کے حکم سے ہوتا ہے۔ نہ کہ ان میں اپنے آپ کوئی ایسی طاقت ہے۔ جو فائدہ پہنچا سکے۔ یہ سب باتیں خدا نے ہی ان میں رکھی ہیں۔ اور وہ اس بات پر بھی قادر ہے۔ کہ ان چیزوں سے وہ ان طاقتوں کو لے بھی لے۔ پس جس طرح تو خدا کو سمجھتا ہے۔ کہ ہے۔ اور جس طرح تو یہ یقین کرتا ہے۔ کہ وہ ایک ہی ہے۔ اسی طرح یہ بھی ایمان لا۔ کہ سب کچھ اسی کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اور پھر اس ایمان کو اس طرح ظاہر کر کہ اپنے ہر قول و فعل سے اس کا ثبوت دے۔ صوفیاء نے یہ توحید پیش کی ہے۔ مولویوں کی نظر یہاں تک نہیں پہنچی۔ وہ ان سے بہت نیچے رہے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک شخص شفاف پالش شدہ میز میں اپنی شکل دیکھ لے۔ ان لوگوں نے خدا کی شکل ایک پالش شدہ میز میں دیکھی۔ لیکن صوفیاء نے شیشے میں دیکھی۔ جو زیادہ صاف طور پر نظر آئی۔ چونکہ شیشے میں جو شکل نظر آتی ہے وہ کسی پالش شدہ چیز پر سے نظر آنے والی شکل سے زیادہ واضح ہوتی ہے۔ اس لئے صوفیاء نے جو کچھ دیکھی وہ مولویوں سے زیادہ واضح طور پر دیکھا اور یہ صاف بات ہے کہ مولویوں نے جو شکل دیکھی وہ شیشے میں نظر آنے والی صورت سے کیسی بھونڈی ہوگی۔ صوفیاء نے تو خدا کی شکل کو اس طرح دکھایا جس طرح شیشہ میں شکل دیکھی جائے۔ لیکن مولویوں نے اس سے زیادہ کچھ نہ دکھایا۔ جیسے پالش شدہ چیز میں دھندلی سی شکل نظر آجائے۔ غرض صوفیاء مولویوں سے آگے بڑھ گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیش کردہ توحید

لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھایا۔ اور توحید کو پورے طور پر سمجھایا۔ اور خدا تعالیٰ کو اس کے اصلی رنگ میں دکھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام "آئینہ کمالات"* میں فرماتی

*حاشیہ: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "آئینہ کمالات اسلام" کے صفحہ ۲۲۳-۲۲۴ میں حسب ذیل سطور ارقام فرمائی ہیں جن کی تشریح اور توضیح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اس موقعہ پر کی ہے۔

"یاد رہے کہ توحید کے تین درجے ہیں۔ سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنے جیسے مخلوق کی پرستش نہ کریں۔ نہ پتھر کی نہ آگ کی۔ نہ آدمی کی نہ کسی ستارہ کی۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسباب پر بھی ایسے نہ گریں کہ گویا ایک قسم کا ان کو ربوبیت کے کارخانہ میں مستقل دخیل قرار دیں۔ بلکہ ہمیشہ مسبب پر نظر رہے۔ نہ اسباب پر۔ تیسرا درجہ توحید کا یہ ہے کہ تجلیات الٰہیہ کا کامل مشاہدہ کر کے ہر ایک غیر کے وجود کو کالعدم قرار دیں۔ اور ایسا ہی اپنے وجود کو بھی۔ غرض ہر ایک چیز نظر میں فانی دکھائی دے۔ بجز اللہ تعالیٰ کی ذات کامل الصفات کے۔ یہی روحانی زندگی ہے۔ کہ یہ مراتب ثلاثہ توحید کے حاصل ہو جائیں۔" منہ

ہیں۔ توحید کے تین درجے ہیں۔ سب سے ادنیٰ درجہ تو یہ ہے کہ انسان یہ خیال کرے کہ خدا اپنی ذات میں۔ اپنی صفات میں۔ اپنے منصب میں اور اپنے اظہار قدرت میں لاشریک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور کوئی اس قابل نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے۔ یہ ادنیٰ درجہ کی توحید ہے۔ دوسرا درجہ توحید کا اس سے بڑھ کر ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان اپنے اعمال کی تفصیل میں خیال کرے۔ کہ جو کچھ میں کرتا ہوں۔ یہ میں اپنے آپ نہیں کرتا۔ بلکہ خدا نے کہا ہے کہ ایسا کر۔ اس لئے کرتا ہوں اور جن چیزوں سے میں فائدہ اٹھاتا ہوں۔ ان میں فائدہ پہنچانے کی قوت خدا نے ہی رکھی ہے۔ اور اسی کے حکم سے وہ فائدہ پہنچاتی ہیں۔ ورنہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ گویا وہ یہ خیال کرے کہ میں اس بات سے اس لئے فائدہ اٹھاتا اور ان سے کام لیتا ہوں۔ کہ خدا نے وہ پیدا کئے ہیں۔ نہ اس لئے کہ میں انہیں فائدہ پہنچانے والا سمجھتا ہوں۔ جب یہ یقین اور یہ ایمان پیدا کرے کہ خدا تعالیٰ نے ہی یہ قانون بنائے ہیں۔ جن کے ماتحت سب کچھ ہو رہا ہے۔ تو سمجھ سکتا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء سے ہو رہا ہے۔ غرض یہ تعلیم کہ روٹی کھانے میں خدا نے پیٹ بھرنے کی طاقت رکھی ہے یا پانی پینے میں ایسی صفت رکھدی گئی ہے۔ کہ وہ پیاس بجھا سکے۔ یا علاج میں یہ طاقت خدا نے پیدا کردی ہے۔ کہ صحت ہو جائے۔ ورنہ ان میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ اور نہ مجھے ان پر کسی قسم کا بھروسہ ہے۔ یہ دوسرے درجہ کی توحید ہے۔ اور اس یقین کے ساتھ ایک شخص صرف صوفیاء والی توحید پر پہنچتا ہے۔ یہ دونوں توحیدیں عقائد پر اثر ڈالتی تھیں۔ انسان ذات کے لحاظ سے۔ صفات کے لحاظ سے منصب کے لحاظ سے اظہار قدرت کے لحاظ سے خیال کرتا تھا کہ خدا ایک ہے۔ اور ان سب چیزوں میں جو طاقتیں دیکھی جاتی ہیں۔ ان کو ان میں رکھنے والا خدا ہی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یہی توحید کافی نہیں۔ بلکہ جب انسان ان دونوں درجوں کو طے کرلے تو پھر یہاں تک آکے رک نہ جائے۔ بلکہ اور بھی ترقی کرے۔ اور کامل مشاہدات کے ذریعہ معلوم کرے کہ واقعی ایک خدا ہے جس کا جلوہ ہر چیز میں نظر آتا ہے۔

توحید کا اعلیٰ درجہ

صوفیاء نے تو توحید کو آئینہ کی طرح دکھایا گو آئینہ میں خدا کی شکل دکھادی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے بھی آگے بڑھایا۔ اور فرمایا کہ تو خدا کو خود دیکھ۔ ذرائع میں نہ دیکھ۔ واسطوں سے نہ دیکھ۔ بلکہ تو اپنے آپ کو گداز کر کے اس کو دیکھ۔ تو اس کے جلال کو اس طرح دیکھ کہ جس طرح کوئی چیز بغیر کسی پردہ یا روک کے سامنے کھڑی ہو۔ اور تیری یہ حالت ہو کہ دنیا کی ہر ایک چیز بلکہ اپنے وجود کو بھی کالعدم سمجھ لے۔ یہ اصل توحید ہے۔ جس سے روحانی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اور جس کیلئے توحید کا مسئلہ ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں دوائی میں یہ اثر ہے کہ وہ مرض کو دور کرتی اور مریض کو شفا دیتی ہے تو اس سے وہ غرض توحید کی پوری نہیں ہوتی۔ جو یہ یقین کرنے سے ہوتی ہے۔ کہ دوائی میں یہ اثر اپنے آپ نہیں آگیا۔ بلکہ کسی ایسی ہستی نے رکھا ہے جو اگر چاہے تو اب بھی اس سے واپس لے سکتی ہے۔ خیال کر لینا کہ خدا ہے۔ اور ایک ہے۔ کوئی اس کی ذات صفات اور قدرت میں شریک نہیں۔ یہ کافی نہیں یہ خیال تو عیسائیوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہودیوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی پایا جاتا ہے۔

ایمان بالغیب اور ایمان بالمشاہدہ

پس یہ ایمان کہ خدا ہے یہ کافی نہیں۔ یہ ایمان بالغیب ہے۔ جو کامل نہیں ہوتا۔ ایمان بالمشاہدہ ہونا چاہیئے۔ اور ایمان بالمشاہدہ صرف اسی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایک انسان اس حد تک گداز ہو۔ کہ آخر خدا اس کے آئینہ قلب پر اپنا پرتو ڈالے۔ اور صاف طور پر اسے نظر آجائے ؛

سرخ چھینٹوں والی رؤیا

یہی وہ مقام ہے۔ جس پر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سرخ چھینٹوں والی رؤیا دکھائی۔ اس پر نادان مولویوں نے اعتراض کئے ہیں۔ اور اپنی لاعلمی سے کہا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ مگر وہ نہیں جانتے اس مقام پر جو شخص پہنچ جاتا ہے اور خدا کی محبت میں اس حد تک محو ہو جاتا ہے کہ نہ صرف یہ یقین کرتا ہے۔ کہ خدا ہے۔ نہ صرف اسی پر اکتفا کرتا ہے کہ اس یقین کے ماتحت اس بات کو مانے کہ خدا ہی سب کچھ کرتا ہے۔ بلکہ وہ ذریعوں سے دیکھنے کے بعد آگے قدم بڑھا کر بغیر ذریعوں کے اسے دیکھتا ہے۔ اور ایسا گداز ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کئی طور پر اپنے آپ کو اس پر ظاہر کرتا ہے ؛

بغیر ذرائع خدا کی جلوہ نمائی

ہر رنگ چند کیمیاوی چیزوں سے بنتا ہے۔ اور وہ چیزیں آگے کئی چیزوں سے بنتی ہیں گیسیں ہیں۔ روشنیاں ہیں۔ اور کئی چیزیں ہوتی ہیں۔ جن سے رنگ بنتا ہے۔ روشنی کی کرنوں کا

اس سے تعلق ہوتا ہے۔ اور سورج کا بھی ان کے علاوہ ملائکہ ہیں۔ پھر خدا کا حکم ہوتا ہے۔ غرض بیسیوں کیا سینکڑوں چیزیں ہوتی ہیں۔ جن سے رنگ تیار ہوتا ہے۔ اور سینکڑوں ہی اجزاء ہوتے ہیں۔ جن سے یہ ترکیب پاتا ہے۔ پھر سینکڑوں ہی وسائل ہوتے ہیں۔ جن سے یہ اس طرح ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اپنے مسبب الاسباب ہونے کا مشاہدہ کرانے کے لئے اس رنگ میں ظاہر کیا۔ کہ عالم رویاء میں قلم چھڑکا۔ جس سے سرخی مادی چیز کی طرح کپڑوں پر آ پڑی اب کہاں گئیں وہ گیسیں۔ اور شعاعیں اور کہاں گئے وہ ہزاروں سامان جن کا ہم کو علم بھی نہیں۔ کہ وہ کتنے ہیں۔ کیسے ہیں۔ اور کیونکر ہیں۔ خدا نے بغیر ان سامانوں کے یہ رنگ پیدا کر دیا۔ اور بغیر ذرائع کے بالمشافہ اس کو چھڑکا۔ جس کا کپڑوں پر بھی داغ رہ گیا۔ یہ ہے وہ توحید جو کامل ہے۔ اور اسی کے حصول کے لئے کہا گیا ہے۔ اس کے معنے یہی ہیں۔ کہ انسان ایسا گداز ہو۔ کہ خدا تک پہنچنے کے لئے تمام سامان بیچ سے اڑ جائیں۔ اور وہ بغیر کسی ذریعہ کے خدا کو دیکھ لے۔ اور اس کی صفات پورے طور پر اس پر جلوہ گر ہوں۔ اسی لئے توحید پر اس قدر زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اس کا یہ فائدہ نہ ہوتا۔ تو پھر تو اس کا مان لینا ایسا ہی تھا۔ جیسا ہمالیہ پہاڑ کا مان لینا یا زمین کا گول ماننا۔ کیونکہ جن لوگوں نے ہمالیہ پہاڑ کو نہیں دیکھا۔ اور جنہیں پتہ نہیں۔ کہ زمین گول ہے۔ وہ بھی یہ مانتے ہیں۔

توحید انسانی تزکیہ کے لئے ہے

پس توحید کا مسئلہ انسان کو پاک کر کے خدا کا قرب دلانے کے لئے ہے۔ جو شخص توحید کا قائل نہیں۔ اور کامل توحید پر عامل نہیں۔ وہ قرب الٰہی نہیں حاصل کر سکتا۔ کیونکہ جو خدا سے دور ہو۔ وہ اس مقام پر پہنچ نہیں سکتا۔ جو انسان کی پیدائش کا اصل مدعا ہے۔ اسی لئے توحید پر ایمان لانے سے ایک شخص جنت میں اور نہ لانے سے دوزخ میں جاتا ہے۔ یہ وہ توحید اور تعلیم توحید ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کی۔

پچھلے صوفیاء

پچھلے صوفیاءؒ نے بھی توحید پیش کی ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی رحؒ نے فتوح الغیب میں اور ان سے دوسرے درجہ پر محی الدین ابن عربیؒ نے اس کے قریب قریب تو مفہوم پیش کیا۔ مگر وہ اس حد تک نہیں پہنچ سکے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند سطروں میں اس ساری حقیقت کو بیان کر دیا۔ کہ کوئی شخص محض خیال پر ایمان نہ رکھے۔ بلکہ رویت پر رکھے تب جاکر توحید مکمل ہوتی ہے اور ایک آدمی پورا موحد کہلا سکتا ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی رحؒ اور محی الدین ابن عربیؒ نے جو کچھ بیان کیا۔ وہ بھی عجیب کیفیت رکھتا ہے۔ مگر ابن عربیؒ تو وحدت وجود کی طرف نکل گئے۔ اور سید عبدالقادر رحؒ اپنے حال بیان کرنے میں لگے رہے۔ کہ میں نے یہ دیکھا۔ اور مجھے یہ نظر آیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور آگے بڑھ کر فرمایا۔ توحید صرف حال نہیں بلکہ مقصد ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انسان محض خیال پر نہ ایمان رکھے۔ بلکہ رویت اور مشاہدہ پر رکھے۔ تب وہ توحید حاصل ہو سکتی ہے جو اصل مقصد ہے۔

اصول توحید مسیح موعود (ع) نے ہی پیش کئے

شائد کوئی کہے۔ کہ تم اپنے قول سے آپ پکڑے گئے۔ اگر عبدالقادر جیلانیؒ اور محی الدین ابن عربی رحؒ نے بھی توحید کے متعلق وہ بات بیان کی۔ جو حضرت مرزا صاحب نے بیان کی۔ اور خدا سے علم حاصل کر کے کی۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب میں ان سے بڑھ کر کونسی بات ہے۔ لیکن ہم نے کب کہا ہے۔ کہ ان کا علم خدا سے حاصل کردہ نہ تھا۔ بے شک ان کا علم خدا سے ہی حاصل کیا ہوا تھا۔ لیکن نور نبوت نہ ہونے کی وجہ سے ان کا علم کامل نہ تھا۔ اس لئے ابن عربی تو وحدت وجود کی طرف نکل گئے۔ اور سید عبدالقادر رحؒ حال کی کیفیات بیان کرنے تک محدود ہو گئے۔ اس سے آگے ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے۔ اور ہرگز اصول بتانے کی طرف نہ آئے۔ جن سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے۔ لیکن حضرت مسیح موعود (ع) نے اصول بیان کئے۔ اور آپؑ میں اور ان میں یہی تو فرق ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود (ع) نے آکر توحید کے اصول اور مقاصد بیان فرمائے مگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا۔ پس ان میں فرق "حال" اور "اصول" کا ہے۔ اور یہ اتنا بڑا فرق ہے۔ کہ اس کے ہوتے ہوئے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مبعوث ہو کر توحید کو اس سے زیادہ پیش نہیں کیا۔ جتنا کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ اور محی الدین ابن عربی رحؒ نے کیا۔ رہے مولوی۔ وہ تو ایسا کر ہی نہیں سکے۔ باوجود اس کے کہ آج سے ۱۰۰ سو سال پہلے بھی مولوی موجود تھے۔ پھر ان میں نیک بھی تھے۔ پرہیزگار بھی تھے۔ مگر چونکہ ان کے علم کسبی تھے۔ اس لئے وہ توحید کو اس رنگ میں نہ پیش کر سکتے تھے۔ اور نہ انہوں نے کیا۔ البتہ صوفیاء نے اسے کیا ہے۔ مگر وہ بطور اصول کے نہیں۔ اب اگر کوئی اس کے بعد کہے۔ کہ فلاں نے توحید کو پیش کیا یا فلاں نے اسے اس طور پر بیان کیا۔ یا اصول بھی بتائے۔ تو اول تو یہ ناممکن ہے۔ لیکن اگر مان بھی لیا جائے۔ تو پھر بھی وہ حضرت مسیح موعود (ع) کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ صرف ایک صداقت کو پانے والا ہو گا نہ کہ اصل کو پیش کرنے والا۔

نیوٹن کی تھیوری کشش ثقل

مثلاً نیوٹن نے تھیوری نکالی۔ کہ زمین میں کشش ہے۔ اور وہ ہر ایک شئے کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اسے یہ بات اس طرح معلوم ہوئی۔ کہ ایک دفعہ وہ باغ میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ سیب گرا۔ اور وہ زمین پر آ پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور سیب گرا۔ وہ بھی زمین پر آ پڑا۔ اس پر اس کی توجہ اس طرف پھری کہ کیا وجہ ہے۔ کہ یہ سیب زمین پر ہی گرتے ہیں۔ کیوں نہیں اوپر چلے جاتے یا کیوں نہیں دائیں یا بائیں پڑتے۔ اس طرف توجہ ہونے کے بعد اس نے اس پر مزید غور کیا۔ اور آخر اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ زمین ہی میں کوئی ایسی خاصیت ہے۔ کہ وہ اشیاء کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس سے اس نے کشش ثقل کی تھیوری قائم کی۔ اور اب بعض سائنسدان کہتے ہیں۔ کہ ساری سائنس کی بنیاد ہی اسی پر ہے۔ مگر خیر۔ اب اگر کوئی شخص سیب کو گرتا دیکھکر یہ کہے۔ کہ زمین پر آ پڑا۔ کیونکہ بھاری چیز ہمیشہ زمین پر گرتی ہے۔ تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جائے گا۔ کہ اس نے زمین پر گرنے کی وجہ معلوم کر لی۔ بلکہ یہ کہا جائے گا۔ کہ اسے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ ہر وزندار شئے زمین پر گرتی ہے۔ کیونکہ وہ صرف حال بیان کرتا ہے۔ یہ اصل کہ کیوں گرتی ہے۔ اسے نیوٹن نے ہی دریافت کیا تھا۔ اور اسی نے اس "اصل" کو بیان کیا۔ اس کے بعد اب جو شخص بھی کسی وزندار شئے کو زمین پر گرتے دیکھکر یہ کہے گا۔ کہ ہر بھاری شئے زمین پر گرتی ہے۔ وہ حال بتانے والا ہو گا۔ اور نیوٹن کی طرح اصل کو معلوم کرنیوالا نہ ہو گا۔

سید عبدالقادر جیلانی رحؒ مجدد تھے نہ کہ مامور

سید عبدالقادر جیلانی رحؒ نے اپنے آپ کو اپنے حال کی کیفیات بیان کرنے تک محدود رکھا۔ کیونکہ وہ مامور نہیں تھے۔ مجدد تھے۔ اور مجددیت کے مقام پر کھڑے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے اندر کی کیفیت بیان کر دی۔ کہ یہ کچھ میرے اندر گذر رہا ہے۔ اور میں نے یہ کچھ پایا ہے۔ وہ مجدد تھے۔ مخاطبہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف تھے۔ اور اپنے زمانہ میں لوگوں کے لئے رحمت تھے۔ مگر توحید کو اصولی طور پر بیان کرنا ان کے لئے نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رکھا گیا تھا۔ جو مامور کر کے بھیجے گئے۔ اس لئے آپ سے پہلے لوگ ایسا نہ کر سکتے تھے۔ کہ توحید کے اصول بھی بیان کرتے توحید کا حال اور خاص کردہ حال جو ان کے ساتھ گذر رہا تھا۔ وہی بیان کر سکتے تھے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی کام تھا۔ کہ توحید کی اصل اور اس کے اصول اور اس کی غرض بیان فرماتے۔ پس یہ فرق ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور گذشتہ صوفیاء حضرت

سید عبدالقادر جیلانی رح وغیرہ کے درمیان توحید بیان کرنے کے متعلق ہے۔

دنیا کی ہر چیز انسان کیلئے ہے

اب اس بات پر غور کرنے سے جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کی ہے۔ توحید چیز ہی اور بن گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ جتنا جتنا اس دنیا کی چیزوں پر غور کرو گے۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ تمہاری خدمت کیلئے پیدا کی گئی ہیں۔ اور اس لئے بنائی گئی ہیں کہ تمہیں نفع پہنچائیں۔ حتیٰ کہ انسان بھی ایک دوسرے کی خدمت اور نفع کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اپنی ذات سے بھی نفع اٹھاتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی نفع پہنچاتا اور خود بھی دوسروں سے نفع حاصل کرتا ہے۔ یہ بات عام لوگوں کے ساتھ ہی تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ خواص کا بھی یہی حال ہے۔

نبی بھی امداد کا حاجتمند ہے

ایک نبی ہی کو لے لو۔ اگر وہ لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے تو وہ خود بھی دوسروں سے نفع اٹھانے اور دوسروں کی مدد حاصل کرنے کا محتاج ہوتا ہے۔ روٹی پکانے میں وہ دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ کپڑے سلانے میں وہ دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ حجامت بنوانے میں وہ دوسروں کا محتاج ہوتا ہے جنگوں میں پہرہ کے لئے وہ دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ پھر ادنیٰ ادنیٰ چیزیں ہیں۔ اُن میں بھی وہ دوسروں کی مدد کا محتاج ہوتا ہے۔ غرض دنیا کی ہر چیز ہمارے نفع کے لئے ہے۔ اور اس نفع رسانی میں ایک دوسرے کا انسان محتاج ہے۔ پس جب دنیا کی ہر چیز ہمارے نفع کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تو ہم کو یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ درحقیقت توحید کا مسئلہ اسی لئے ہے۔ کہ ہم ان سب چیزوں کو اسباب سمجھیں۔ اور اصل مقصد خدا کو پانا ہو۔ وہی ہر وقت ہر حالت اور ہر بات میں ہمارے مدنظر رہے۔

اسباب کی پرستش کرنیوالے

وہ لوگ جو دنیا کی نفع رساں چیزوں کو دیکھکر ان کی پرستش شروع کر دیتے۔ اور انہیں خدا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ ان سے بڑھکر نادان کون ہو سکتا ہے۔ وہ مسبب الاسباب کو چھوڑ کر اسباب کے پیچھے جا پڑتے ہیں۔ اور اس سے بڑھکر اور کوئی گمراہی نہیں ہے۔ ہندو گنگا کی پرستش کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان بے شمار چیزوں میں سے ایک ہے۔ جو خدا نے انسانوں کے آرام کے لئے بنائیں۔ اور اتنا بھی نہیں دیکھتے۔ کہ خدا کا بھی کوئی چیر پھاڑ کر سکتا ہے۔ گنگا سے نہر نکالی گئی ہے۔ جب گنگا سے نہر نکالنے لگے تو ہندوؤں نے بہت شور مچایا۔ کہ دیکھو جی مائی جی کا پیٹ پھاڑنے لگے ہیں۔ خدا کی قدرت چند بار کوشش کی گئی۔ مگر گنگا میں سے نہر نہ نکل سکی۔ اسپر ہندوؤں نے کہنا شروع کر دیا۔ ہم نہ کہتے تھے۔ گنگا مائی کا پیٹ پھاڑا نہیں جا سکتا۔ لیکن آخر کار کاٹلی نام ایک انگریز نے اسمیں سے نہر کاٹ لی۔ اس پر کسی نے کہا ؎

کاٹلی نے نہر گنگا کاٹ لی

توحید درستی اعمال کیلئے ہے

تو توحید اعمال کی درستی کے لئے ہے۔ ایک طرف تو انسان کے لئے خدا تک پہنچنے کا اور ترقیات کا راستہ کھول دیتی ہے۔ یہ ادنیٰ درجہ کا اثر ہے۔ جو مادیات پر پڑتا ہے۔ کامل اثر یہ ہے کہ انسان اعمال میں اصلاح کرتا ہے کیونکہ انسان سمجھتا ہے۔ ایک ہی ہاتھ ہے۔ جو یہ کام کر رہا ہے اور وہ خدا کا ہاتھ ہے۔ یہ سمجھکر انسان ایک طرف تو جسمانی اصلاح کرتا ہے۔ اور دوسری طرف روحانی اصلاح کیلئے کوشش کرتا ہے ۔

مولوی اور صوفی کچھ نہ کرسکے

اب کیا کسی موحد مولوی یا صوفی (میری صوفی سے بھی مراد مولوی ہے۔ کیونکہ مولوی وہ ہوتا ہے۔ جو پڑھکر علم حاصل کرے۔ ایسے لوگوں نے بھی جو آب صوفی کہلاتے ہیں۔ مشاہدہ نہیں کیا ہوتا۔ سُنی سُنائی یا پڑھی پڑھائی باتیں کہتے ہیں۔ اس لئے وہ بھی مولوی ہیں) نے ایسے پیرایہ میں توحید کو پیش کیا۔ اگر نہیں کیا تو دیکھو قرآن موجود تھا۔ اور اس میں یہ سب کچھ موجود تھا۔ پھر کیوں وہ اسے پیش نہ کر سکے۔ بات یہ ہے کہ وہ کر ہی نہیں سکتے تھے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ دنیا کے سامنے ایسے بنیادی مسئلہ کو پیش نہیں کر سکے۔ پھر محدث اور اہلحدیث موحد کہلانے والے بھی موجود ہیں۔ یہ اپنے بڑوں کی کتابوں سے نکال کر تو دکھائیں۔ اس درجہ کا پانا تو الگ رہا۔ اگر اتنے لمبے عرصہ میں اسے یہ سمجھ بھی سکے ہوں تو بھی بات ہے۔ یہ تو اسی سمجھ ہی نہیں سکے۔ کہ اصل توحید کیا ہے۔ فیج اعوج میں یہ نہ سمجھے اور اس زمانہ میں تو سمجھنا ذرا مشکل بھی تھا۔ یہ تو اس زمانہ میں بھی توحید کو نہ سمجھ سکے۔ جبکہ قرب نبوت تھا۔ اور ہر طرف حال ہی حال تھا۔ جب حال کے زمانہ میں یہ ایسے نہ سمجھ سکے۔ تو پھر قال کے زمانہ میں یہ کب سمجھ سکتے تھے۔ جبکہ قال قال ہی باقی رہ گیا تھا۔

زمانہ قرب نبوت میں بھی مولوی کچھ نہ سمجھے

اسلام پر صدیاں ایسی گذر گئیں۔ کہ اگر ان میں یہ کوشش کرتے تو شائد سمجھ سکتے۔ لیکن انہوں نے نہ سمجھا۔ اور نہ سمجھنے کی کوشش کی۔ اسلام کا نبوت کے قرب کا زمانہ گذرا جو حال کا زمانہ تھا۔ لیکن اسمیں نہ سمجھے۔ اور سورج نکلے ہوئے میں یہ جب کچھ نہ دیکھ سکے تو جب سورج غروب ہو چکا تب یہ کیونکر دیکھ لیتے۔ پھر صحابہ کا زمانہ گذرا۔ اسمیں بھی یہ کچھ نہ سمجھے۔ تابعین کا زمانہ گذرا اسمیں بھی یہ نہ سمجھ سکے تبع تابعین کا زمانہ گزرا۔ اس میں بھی یہ نہ سمجھ سکے۔ پھر سید عبدالقادر جیلانی رح کے وقت بھی کچھ نہ سمجھے۔ دسویں صدی میں حضرت احمد سرہندی رح تشریف لائے ان کے وقت میں بھی یہ نہ سمجھ سکے۔ اس کے بعد گیارہویں صدی میں شاہ ولی اللہ صاحب تھے۔ ان کے وقت میں بھی یہ نہ سمجھ سکے۔

غرض جب فیج اعوج کا وقت شروع ہو گیا اس وقت یہ کیونکر سمجھ لیتے۔ قرون اولیٰ کا وقت تو ایسا تھا جیسے سورج نکلا ہوا ہو۔ اور چاروں طرف روشنی ہی روشنی ہو۔ لیکن یہ مولوی اُس روشنی میں بھی اس نور کو نہ دیکھ سکے۔ بعد ازاں جب سورج ڈوب گیا اور فیج اعوج کا زمانہ شروع ہو گیا۔ اسمیں بھلا کیونکر اس بات کو دیکھ سکتے۔

ایک چور اور میراثی کی کہانی

ان کی مثال ایک چور اور مراثی کی ہے۔ ایک دفعہ مراثی کے ہاں چور گھس گیا۔ مراثی کے گھر میں کچھ نہ تھا۔ چور نے ہر چند تلاش کیا۔ مگر کچھ نہ ملا۔ آخر ایک جگہ کچھ سفید سی چیز اُسے نظر آئی۔ اُس نے سمجھا آٹا ہے۔ یہی لے چلو۔ اس کے لئے اس نے چادر بچھائی۔ لیکن دراصل روشنی تھی۔ جو کسی سوراخ سے اندر پڑ رہی تھی۔ مراثی بھی جاگتا تھا۔ اور سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ لیکن چونکہ اس کے گھر میں تھا ہی کچھ نہیں۔ اس لئے وہ خاموش رہا۔ لیکن جس وقت چور نے روشنی کو آٹا سمجھکر چادر بچھائی تو وہ بول اٹھا۔ اور کہنے لگا۔

"ججمان سانوں دن نوں ایتھے کچھ نہیں لبھدا تینوں رات نوں ایتھے کی لبھیگا"

یعنی میاں تو اس گھر میں دن کو کچھ نہیں ملتا۔ کہ کھائیں پئیں تمہیں رات کو کیا ملیگا۔ اسپر چور بھاگ گیا اور چادر بھی وہیں چھوڑ گیا۔ مراثی نے وہ چادر اٹھالی۔ اور کہا "ججمان جو ہوئے کچھ دے ہی جاناں سی" یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ جب نور نبوت جلوہ گر تھا۔ تب ان کو کچھ نہ ملا۔ تو فیج اعوج کے زمانہ میں کیا مل سکتا تھا۔ جو روشنی کا زمانہ تھا۔ اس میں ان کے گھروں سے کیا ملتا تھا۔ جو اس وقت کچھ امید رکھی جائے۔ جبکہ اندھیرا چھا گیا تھا پس سچی توحید تیرہ سو سال کے عرصہ میں سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی نہیں لایا۔ لوگ لاکھ عقل و تدبیر سے کام لیتے تو بھی ایسی توحید پیش نہیں کر سکتے تھے۔

سینکڑوں خطبے اس پر کہے جاسکتے ہیں

یہ وہ کام ہے۔ جو توحید کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا اور توحید کے متعلق تعلیم دی ہے۔ اس وقت میں نے بطور نمونہ اس کا

ذکر کیا ہے۔ ورنہ اس پر سینکڑوں خطبے کہے جا سکتے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ نے توفیق دی۔ تو یتلوا علیھم ایٰتک کے مفہوم پر اور اس کے دوسرے حصوں کے متعلق اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ اس بارے میں کیا ہے اس کی بابت انشاء اللہ تعالےٰ پھر بتاؤں گا۔ کہ وہ کیسے کیسے ضروری کام تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں آ کر کئے ؛

مسیح موعود (ع) کے بغیر دنیا کا گذارا نہ تھا

پس یہ غلط خیال ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر کوئی آنکھیں کھول کر دیکھے۔ اور روحانیت کا کوئی شائبہ اس میں پایا جائے تو وہ یہ تو یقین کرے گا۔ کہ سورج کے بغیر دنیا کا گذارا ہو سکتا تھا۔ وہ یہ تو یقین کرے گا۔ کہ چاند کے بغیر دنیا کا گذارا ہو سکتا تھا۔ وہ یہ تو یقین کرے گا۔ کہ بارش کے بغیر دنیا کا گذارا ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ یہ ہرگز یقین نہیں کرے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بغیر ایک دم بھی گذارا ہو سکتا تھا ؛

لوگ کہتے تو ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگر آپ (ع) نہ آئے ہوتے۔ تو نہ معلوم مسلمان کہاں سے کہاں پہنچ جاتے۔ اور میرے لئے تو آپ کی صداقت کی یہی دلیل کافی ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ آتے۔ تو ہم لوگوں کی ایسی بدتر حالت ہوتی۔ جو خیال میں بھی نہیں آ سکتی۔ خدا جانے ہم کن کن گناہوں اور بدیوں میں پھنسے ہوتے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی احسان ہے۔ کہ ہمیں جو کہ ہلاکت کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے ہاتھ سے پکڑ کر تباہی اور بربادی سے بچا لیا۔ اور ہماری پیدائش کی جو غرض ہے۔ کہ خدا کا قرب پائیں۔ اس کے حصول کے نہ صرف طریق بتائے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے جلوہ کا مشاہدہ بھی کرا دیا غرض حضرت مسیح موعود (ع) نے ہمیں جس مقام پر کھڑا کر دیا ہے ہمارے لئے آپ کی بعثت کی ضرورت کا اندازہ لگانے کے لئے وہی کافی ہے۔ اور دوسرے لوگ بھی اگر غور کریں۔ تو انہیں اس کی اہمیت معلوم ہو سکتی۔ لیکن اس کے دیکھنے کے لئے آنکھ چاہیئے۔ دیانتداری کے ساتھ اگر کوئی شخص اس پر غور کرے گا۔ تو اسے سب کچھ مل جائے گا اور سب باتیں جن کی اس وقت دنیا کو روحانیت کے حصول کے لئے ضرورت تھی۔ آپ کی تعلیم میں سے مل جائیں گی ؛

نبی بیج ڈالتا ہے

مگر یاد رکھو۔ نبی ہمیشہ بیج ڈال دیتا ہے اس لئے اگر کوئی شخص یہ چاہے۔ کہ ہر مضمون پر اسے علیحدہ لکھی ہوئی کتاب مل جائے۔ تو یہ مشکل ہے۔ قرآن کریم نے بھی ہر مضمون پر علیحدہ کتاب نہیں رکھی۔ اس میں بھی بعض موقعوں پر بعض مسائل اجمالی طور پر اور بعض اشارات سے سمجھائے گئے ہیں۔ پس اگر کوئی یہ چاہے۔ کہ نبی بنائی علیحدہ علیحدہ کتابیں اسے ہر مضمون پر مل جائیں۔ تو یہ اس کی غلطی ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں تمام مسائل بیان فرما دئے ہیں۔ اور بے شمار علوم ان میں جمع کر دئے ہیں۔ انسان اگر ان پر غور کرے۔ تو گہرے سے گہرے مسائل کا پتہ ان سے لگ جاتا ہے۔ اور پھر عجیب معارف و نکات کا بھی انکشاف ہوتا ہے ؛

کتب مسیح موعود کا اعجاز

میں نے کئی دفعہ ارادہ کیا۔ کہ براہین احمدیہ کو مسلسل پڑھ جاؤں لیکن ایسا نہیں کر سکا۔ جب بھی دو چار دس سطریں پڑھیں۔ تب ہی ایسے گہرے اور لمبے خیال میں پڑ گیا۔ اور اس قدر معارف او نکات ذہن میں آنے لگے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا۔ کہ یہ الفاظ دروازہ تھا۔ جس کے آگے وہ سرسبز و شاداب باغ ہے۔ کہ جس میں طرح طرح کے پھل اور میوہ ہیں۔ اسی طرح آپ کی دوسری کتابوں کا حال ہے۔ ان کو اگر پڑھا جائے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ علوم کا دریا لہریں مار رہا ہے۔ پس جہاں میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کام کئے۔ وہ دوسرے نہیں کر سکتے تھے۔ وہاں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ آپ (ع) کی کتابوں کو قصہ کہانی کے طور پر نہ پڑھو۔ بلکہ نیک نیتی کے ساتھ ان کا مطالعہ کرو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ان میں ہر عقل والے کے لئے علم رکھا گیا ہے۔ اور ہر قسم کا علم رکھا گیا ہے۔ اور جب اس طرح کوئی شخص انہیں پڑھے گا۔ تو اسے خود بخود معلوم ہوگا۔ کہ جو کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے۔ وہ کس قدر عظیم الشان ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوگا۔ کہ وہ آپ ہی کے کرنے کا تھا۔ علماء اسے کر ہی نہ سکتے تھے۔ بلکہ وہ تو اسے سمجھ بھی نہ سکتے تھے ؛

آسٹریلیا جانیوالوں کیلئے

جو احباب آسٹریلیا جانے کیلئے صوفی محمد حسن خانصاحب پرتھ آسٹریلیا کو لکھا کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہندوستانیوں کو آسٹریلیا برائے سکونت جانے کی اجازت نہیں ہے۔ عارضی طور پر جانیوالے پہلے پاسپورٹ حاصل کریں۔ پھر بذریعہ ... مسلام ... کیا کریں۔ احباب کو یہ بھی واضح رہے۔ کہ صوفی محمد حسن خانصاحب کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں۔ جو دوسروں کی ضروریات کیلئے کافی ہو۔ اور یورپین ممالک میں مہمانوں کی گنجائش کسی مکان میں بجز طبقہ امراء کے محلوں کے نہیں ہوا کرتی۔ پس اگر صاحب موصوف سے کسی امداد کی ضرورت ہو۔ تو بذریعہ دفتر ناظر امور عامہ خط و کتابت کی جائے۔ یا دفتر نظارت ہذا سے سندلی جایا کرے تاکہ دور افتادہ بھائی کو علم ہو۔ کہ لکھنے والا جماعت احمدیہ کا رکن ہے اور امداد

ذوالفقار علی خان ناظر امور عامہ قادیان

آریہ سماج اور نیوگ

مذہباً نیوگ سے بڑھکر کوئی مخرب اخلاق مسئلہ دنیا میں ایجاد نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تعلیم یافتہ آریہ سماجیوں نے شادی بیوگان کا حسب ذیل ریزولیوشن پاس کر کے اپنے سوامی کے مایۂ ناز مسئلے کو ٹھکرا دیا

"ورتمان سماجک دشا (موجودہ سماجی حالت) کو دھیان میں رکھتے ہوئے یہ پریشد (مفتیوں کا گروہ) سمتھر کرتا ہے کہ چالیس برس سے کم اوستھا تک کی ودھواہ عمر کے تناسب کا خیال رکھتے ہوئے پنرواہ (دوسری شادی) کرے تو نامناسب نہیں ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ ودھواہ کی شادی رنڈوے شخص سے اور رنڈوے کی شادی ودھواہ سے ہی کی جاوے" (اخبار تیج دہلی ۴ مارچ ۱۹۲۵ء)

آریہ سماجوں کے اس متفقہ ریزولیوشن کی موجودگی میں یہ بات نہایت حیرت انگیز ہے۔ کہ ایک "آریہ اپدیشک" سناتن دھرمیوں کو مسئلہ نیوگ پر شاستر ارتھ (مباحثہ) کے لئے چیلنج دیتے ہوئے یہاں تک لکھتے ہیں :-

"نیوگ وید اور دھرم شاستر انکول (کے مطابق) ہے اور اسپر پہلے زمانہ میں عمل ہوتا رہا ہے۔ سوامی جی اس کے موجد نہیں ہیں" (پرکاش ۳۱ مئی ۱۹۲۵ء)

کیا ہی اچھا ہو۔ اگر سناتن دھرمی اس چیلنج کو منظور کر لیں لیکن ہم سماجی دوستوں سے پوچھتے ہیں۔ اگر نیوگ ہی وید اور دھرم شاستر انکول ہے۔ تو تم نے "ودھواہ پنرواہ" کا ریزولیوشن پاس کرتے وقت کہاں تک ویدوں کی آگیا کو ملحوظ رکھا۔ کیا یہ ویدک دھرم کے کوچ کی علامت نہیں اگر پنرواہ کی اجازت ویدوں میں ہے۔ تو اس کو ویدوں کے صریح خلاف قرار دینے والے سوامی کے متعلق کیا حکم ہے اگر کہو۔ کہ نیوگ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے "پوتر" زمانہ درکار ہے۔ اور وہ حاصل نہیں۔ تو میں کہتا ہوں۔ "پرکاش" کے الفاظ "اسپر پہلے زمانہ میں عمل ہوتا رہا ... بتا پڑے گا کہ گذشتہ "رشی" ... ہویں صدی کے "مہرشی" سے افضل تھے جن کی پاک صحبت نے لوگوں کو پوتر بنا کر نیوگ کا عامل بنا دیا۔ ایسی حالت میں سوامی دیانند جی کو جو آریوں میں نیوگ پر عمل پیرا ہونے کی قابلیت بھی پیدا نہ کر سکے۔ "مہرشی" ... کیوں کہا جاتا ہے ؟ کیا کوئی آریہ صاحب اس کا جواب دینگے ؛

خاکسار اللہ دتا جالندھری ؛

ڈاکٹروں اور طبیبوں کی خاص توجہ کے قابل

ڈنٹائن یا دانتوں کے درد کا تریاق

حضرت مولانا حکیم نورالدین اعظم سابق شاہی طبیب ریاست کشمیر و خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کا مجرب اور سالہا سال کا آزمودہ دانتوں کے درد کا تریاق یا ڈنٹائن جسکے ایک قطرہ کے لگانے سے شدید سے شدید دانت یا داڑھ کا درد بفضلِ خدا قطعی طور پر چند لمحوں میں رفع ہوتا ہے۔ دانت کے درد کی شدتِ تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ڈنٹائن داڑھ یا دانت کے درد کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ جس کو ہم نے بنی نوع کے فائدہ کے لیئے ایک ایک ڈرام کی شیشیوں میں جو عمدہ پیکٹوں میں بند کی گئی ہیں تیار کیا ہے۔ اور اس خیال سے کہ غریب سے غریب انسان بھی اس موذی درد سے نجات پا سکے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک صرف ۱۲؍ فی شیشی رکھی ہے۔ درجن یا زاید پیکٹ منگوانے پر ۲۰ فیصدی ڈسکونٹ دیا جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ ڈنٹائن دانت کے درد کی بہترین دوا ہے۔ جو نہ صرف دانتوں کو نکلوانے سے بچا لیتی ہے۔ بلکہ گرنے اور ہلنے سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔ ڈنٹائن ہر گھر میں موجود ہونی چاہیئے۔ ملنے کا پتہ

ایس۔ اے۔ حکیم احمدی۔ سنجولی پوسٹ آفس شملہ

بٹالہ کا مشہور و معروف آہنی سامان منگواؤ

یہاں کے کماد پیڑنے کے آہنی بیلنے اور کنوؤں پر لگانے کے آہنی ہرٹ کم خرچ بالانشین ملک کے گوشہ گوشہ میں شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے کماد نہایت آسانی سے پیڑا جاتا ہے۔ اور پانی کنوؤں سے زیادہ مقدار میں نکلتا ہے۔ پرانے قسم کے چوبی ہرٹوں کی روزانہ سر دردی اور مرمت کے اخراجات سے نجات ملتی ہے۔ اور برسوں تک خراب نہیں ہوتے۔ اس لیے دونوں اشیاء کثرت سے باہر جاتی ہیں۔ اور ملک میں مقبول عام ہوتی ہیں۔

علاوہ ازیں فلور ملز کا سامان۔ خراد چاول درائس ملیں، بادام ۔۔۔ اور دیگر ہر قسم کی مشینیں اور خراس عمدہ پائیدار اور بارعایت روانہ ۔۔۔ نیز ہر قسم کا سامان آہنی و پرزہ جات وغیرہ پیٹرن آنے پر ڈھلا کر بھیجے جا سکتے ہیں۔ مال نہایت عمدہ اور قابل اطمینان روانہ ہوگا۔ ہماری کامیابی عمدہ پائیدار اور ارزان مال بھیجنے پر منحصر ہے۔ مطلوبہ مال کے متعلق مفصل حالات اور قیمتیں ہم سے دریافت کریں۔

ایم عبدالرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ
بٹالہ (ضلع گورداسپور)

بعدالت مولوی محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے ایڈیشنل سب جج بہادر دسوہہ۔ ضلع ہوشیارپور

۱۰۵۹ء

روڈامل ولد گوز بخش سنگھ ذات اہلو والیہ سکنہ دسوہہ

بنام

گامی عرف غلام علی ولد امام الدین ذات معمار سکنہ دسوہہ حال وارد چھاؤنی چمن شہر معرفت رحیم بخش ٹھیکہ دار ملک بلوچستان

دعویٰ ۶۰

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعا علیہ کے نام کئی بار سمن جاری کئے گئے ہیں۔ مگر تعمیل سمن نہیں ہوئی۔ درخواست و بیان حلفی مدعی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ تعمیل سے عمداً گریز کرتا ہے۔ لہٰذا یہ اشتہار اخبار الفضل قادیان ضلع گورداسپور میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ اگر بتاریخ ۱۱/۱۱/۲۵ کو مدعا علیہ عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً یا کسی مختار کی وساطت سے حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو کارروائی یکطرفہ اس کے خلاف عمل میں لائی جاویگی۔ بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ۹/۱۰/۲۵ جاری کیا گیا۔ مہر عدالت دستخط حاکم

مشہدی تحفے

معزز حضرات ہم نے یہاں پر اعلیٰ قسم کا مشہدی مال مثلاً لنگیاں، تھان، درز اور رومال وغیرہ کا بندوبست کیا ہے۔ مال خدا کے فضل سے نہایت اعلیٰ اور دیانتداری سے روانہ کیا جاوے گا۔ نرخ لنگی ۱۲؍ فی گز۔ تھان ۱۲؍ فی گز۔ رومال ریشمی مشہدی ۔۔۔ لنگی ۔۔۔ گز اور جس رنگ کی درکار ہو ہمراہ آرڈر تحریر فرماویں۔ لنگیوں کا رنگ سلیٹی، سیاہ، سفید، ماشی، سیاہ ماشی، سلیٹی ماشی ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے ہم یہاں سے اعلیٰ قسم کا خشک قندھاری فروٹ مثلاً کشمش، بادام، پستہ، زرد آلو وغیرہ بالکل واجبی قیمت پر ارسال کر سکتے ہیں۔ آزمائش شرط ہے۔ مال بذریعہ وی پی یا پیشگی قیمت آنے پر روانہ کیا جاوے گا۔ المشتہر

محمد اسماعیل احمدی مینجر احمدیہ سپلائنگ ایجنسی سورج گنج بازار کوئٹہ بلوچستان

اکسیر تسہیل ولادت

مستورات کے لئے خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اس دوائی کے بروقت استعمال سے ولادت کی مشکل گھڑیاں ایسی آسان ہو جاتی ہیں۔ کہ زچہ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ رفاہ عام کی خاطر قیمت بالکل تھوڑی۔ صرف دو روپے معہ محصولڈاک۔

مینجر شفاخانہ سلانوالی ضلع سرگودھا

رشتہ کی ضرورت

ایک مخلص نوجوان بعمر قریباً ۲۱ یا ۲۲ سال زمیندار راجپوت کے لئے کسی زمیندار خاندان سے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی خواندہ ہو یا ناخواندہ یہ قید نہیں ہے۔ اس دوست کی ماہواری تنخواہ مبلغ ۲۷ روپیہ ہے۔ اراضی زرعی گذارے کے لئے قبضہ میں ہے خاکسار کی معرفت خط و کتابت ہونی چاہیئے۔

اللہ دتا منشی۔ محکمہ نہر۔ سیکرٹری انجمن احمدیہ
حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

خون کی کمی کے نام

بس ضعف جگر۔ گرمی

علامات مرض: عام کمزوری۔ چہرہ و جسم کا رنگ پھیکا۔ زردی مائل بھر بھرا یا ہو۔ لب اور مسوڑوں کا رنگ پھیکا۔ محنت کی تھکاوٹ زیادہ۔ ہاضمہ خراب کانوں میں بلبلے بجنا۔ دردسر۔ رانوں اور پنڈلیوں کا چلتے وقت پھولنا۔ نسخہ عطا کردہ حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح اوّل۔ ۱۲ خوراک۔ قیمت (عہ)

نوٹ: امراض مخصوصہ مردان و زنان کے لئے بذریعہ خط و کتابت تیار شدہ ادویات طلب فرمایئے۔

المشتہر

حکیم عبدالعزیز اڈہ شہبازخاں دواخانہ یونانی شہر سیالکوٹ

سرٹیفکیٹ عطا کردہ

میر عبدالسلام صاحب امیر جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ

جناب حکیم عبدالعزیز صاحب تجربہ کار طبیب ہیں۔ سیالکوٹ اور اکثر اضلاع کے احباب ان سے واقف ہیں۔ آپ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رض کی صحبت سے فیض یافتہ ہونے کے باعث معلومات طبی اور فن دوا سازی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ آپ کے مطب میں کام محنت دیانتداری اور نہایت خوش اسلوبی سے ہوتا ہے۔ آپ نے میر حسام الدین صاحب مرحوم اور مولوی میر حسن صاحب شمس العلماء سے بھی ذخیرہ اس فن کا حاصل کیا ہے۔ امید ہے احباب اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

خاکسار: (میر عبدالسلام)

احکام القرآن خریدیں

صوفی عبد القدیر صاحب بی اے افسر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح رقمطراز ہیں۔ مکرمی حکیم محمد الدین صاحب (دروازہ امین آبادی) گوجرانوالہ نے ایک کتاب احکام القرآن کے نام سے شائع کی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کردہ احکام قرآن مع ترجمہ جمع کر دیئے ہیں۔ اس کی خریداری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے پہلے بھی سفارش فرمائی تھی۔ حضور اب پھر ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ احباب خرید کر اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت عمر۔ احباب حکیم صاحب موصوف ہی سے منگوالیں۔

ایک نادر موقع

ایک مکان پختہ آٹھ مرلے (مرلہ ۲۲۵ مربع فٹ) زمین میں واقعہ محلہ دارالفضل برلب سڑک متصل ہائی سکول جس میں چار کمرے ہر دو جانب وارانڈے و ڈیوڑھی کے کل مکان پختہ نو تعمیر جس میں خشت پختہ لکڑی اعلیٰ لگائی گئی ہے۔ جس کے بیرونی کمرے دو دکانوں کا کام دے سکتے ہیں۔ بسبب ضرورت اصلی لاگت مبلغ ڈھائی ہزار روپیہ پر قابل فروخت ہے۔ ورنہ موقع کے لحاظ سے اب یوگنی قیمت پر ایسی زمین کا ملنا غیر ممکن ہے جن اصحاب کو خریدنا منظور ہو۔ ذیل کے پتہ پر خرید فرما دیں ؛

قادیان مولوی فضل الٰہی مہاجر منتظم تعمیر مکانات وغیرہ،

سرمہ نور العین

اس کے اعلے اجزا موتی و ممیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند کو دور کرتا ہے۔ آنکھوں سے لیسدار پانی کے روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا۔ اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی تولہ (عگ) ؛

اندھیرے گھر کا چراغ حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہو۔ جن کے بچے کمزور و بدصورت پیدا ہوتے ہوں اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گود بھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ قیمت فی تولہ (عہ) تین تولے کیلئے محصولڈاک معاف ۱۲ تولہ تک خاص رعایت ؛

المشتھر۔ نظام جان عبد اللہ جان معین الصحت قادیان

تریاق چشم (رجسٹرڈ) کی تصدیق،

نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمبل پور،

"میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم" جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گوجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (دیسی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط انگریزی صاحب سول سرجن" ۔ ۔۔۔۔ قیمت پانچ روپے (صمہ) تریاق چشم رجسٹرڈ علاوہ محصولڈاک وغیرہ موازی ۸ر بھی بذمہ خریدار ہوگا ؛

المشتھر

خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ)

گڑھی شاہدولہ صاحب۔ گجرات پنجاب

دمہ

دمہ خواہ بلغمی ہو۔ یا صفراوی۔ تین ہفتہ کی دوائی کے استعمال سے انشاء اللہ دفع ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ

حکیم شیخ محمد اسند یافتہ پنجاب یونیورسٹی بھاٹی گیٹ لاہور

عرق بخار

یہ عرق بخار وغیرہ کے لئے نہایت اکسیر ہے۔ استعمال کرنے سے اصلیت معلوم ہو سکتی ہے۔ سچائی کیلئے صرف اتنا لکھنا کافی ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ بخار نہ جائے تو قیمت واپس کرنے میں عذر نہ ہوگا۔ قیمت فی شیشی ایک اونس عہ ایک درجن (للعہ) محصول بذمہ خریدار ہوگا ؛ خاکساران حاجی محمد سعید ابو الحمد و محمد شفیع احمدی سوداگر قصبہ مودہا ضلع ہمیر پور (یوپی)

قرآن کریم بطرز یسرنا القرآن چھپ گیا

قیمت ... جلد ... ملفوظات احمدیہ نمبرا ۔ نمبر ۲ ... حضرت اقدس کی تمام تقریروں کا مجموعہ۔ مجربات نور الدین ... سلک مروارید ہر دو حصہ ۔ا ر دس خوبیوں والی حمائل ... ہے۔ کیفیت ... برگزیدہ رسول ۵ر تبلیغ ہدایت ... ازالہ اوہام مکمل ... قاعدہ یسرنا القرآن ۵ر سیرت مسیح موعود ۳ر لیکچر لاہور ۲ر ۔ نعیم بک ڈپو۔ قادیان ؛

تحقیق واقعات کربلا

یا

کوائف کوفیان بے وفا

مصنفہ جناب مولانا مولوی خادم حسین صاحب خادم احمدی بھیروی الملقب پروفیسر شیعیات

یہ وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے۔ جس میں فاضل مصنف نے واقعہ شہادت کے اصل علل و اسباب کی تلاش کر کے ثابت کیا ہے۔ کہ اس ارتکاب عظیم کے ذمہ دار اور بانی مبانی کوفیان بے وفا تھے۔ جو مذہباً شیعیان آل عباس تھے۔ اس نادر کتاب میں اہل سنت والجماعت کی کسی کتاب کا حوالہ تک نہیں دیا گیا بلکہ شیعہ دوستوں پر اتمام حجت کی غرض سے صرف شیعی مجتہدین کی معتبر اور مستند کتب کے حوالہ جات سے ہر امر کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ طرز تحریر سلیس دل پسند اور ایسی دلفریب کہ ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ احباب اس نادر کتاب کا خود بھی مطالعہ کریں۔ اور اپنے حلقہ اثر میں سنی اور شیعہ دوستوں کو بھی مطالعہ کرائیں۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ پانچ جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف ہے۔ دس اور اس سے زیادہ تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کرنے والے احباب سے ۱۲ر فی جلد ؛

مباحثہ لاہور

حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا مباحثہ سلسلہ احمدیہ کے مشہور معاند منشی پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور کے ساتھ یہ قابل دید کتاب تبلیغ کے لئے بیحد مفید ہے۔ قیمت فی جلد ۴ر پانچ جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف دس اور اس سے زیادہ تعداد میں مفت تقسیم کرنے والے احباب سے ۳ر فی جلد۔

خاکسار سید دلاور شاہ مہتمم دار الکتب احمدیہ کوچہ چابک سواراں لاہور

آنکھ کی بے نظیر دوائی کے متعلق ایک سردار کی حلفیہ شہادت

مکرمی منیجر صاحب محمد احمد اینڈ کمپنی قادیان۔ السلام علیکم۔

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر شہادت دیتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کی بے نظیر دوائی کا اپنے گھر میں استعمال کرایا۔ اور اس کو نہایت مفید پایا۔ میرے لڑکے کی آنکھیں بہت خراب تھیں۔ اس کے استعمال سے بہت جلد اچھی ہو گئیں۔ اس کے بعد اس دوائی کی ہمارے گاؤں میں عام شہرت ہو گئی۔ اور بہت سے مریضوں نے اس کے ذریعہ بفضلہ تعالےٰ شفا پائی ہے۔ آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ کہ آپ اس گواہی کو مخلوق خدا کی عام اطلاع اور بہتری کے لئے شائع فرما دیں"

غزن خاں جمعدار ایڈجوٹنٹ (۲۸ سکھ کمپنی کور۔ راولپنڈی)

ساکن موضع کامل پور۔ تحصیل فتح جنگ۔ ضلع اٹک ؛

یہ دوائی دراصل حضرت حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی ایجاد ہے۔ اس کے استعمال سے آنکھ کی ہر مرض۔ ککرے۔ درد۔ دھند۔ پڑبال وغیرہ دور ہو جاتی ہے ؛

فی تولہ ایک روپیہ (عہ)

محمد احمد اینڈ کمپنی قادیان

ہندوستان کی خبریں

——— شملہ ۱۳ اکتوبر۔ ملک معظم نے اس امر کو منظور فرما لیا ہے کہ آنریبل مسٹر جسٹس کیمپ۔ آئی سی۔ ایس۔ حال ایڈیشنل جج عدالت عالیہ۔ لاہور۔ عدالت مذکور میں آنریبل مسٹر جسٹس عبد الرؤف کی جگہ مستقل جج مقرر کر دیئے جائیں۔ نیز گورنر جنرل باجلاس کونسل نے حسب ذیل اشخاص کو عدالت مذکور میں ایڈیشنل جج مقرر کیا ہے۔ ۱۔ مسٹر جسٹس جے۔ ایڈیسن آئی سی۔ ایس ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء سے ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک کے لئے۔ ۲۔ کنور دلیپ سنگھ بیرسٹر ایٹ لاء چھ ماہ کے لئے آنریبل کنور صاحب مہاراجہ صاحب کپورتھلہ کے بھتیجے اور مذہباً عیسائی ہیں۔

——— جائنٹ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی اعلان کرتے ہیں۔ کہ پنجاب یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہر ایک کامیاب امیدوار ۴ روپیہ فیس ادا کر کے اپنے ہر ایک مضمون کے نمبر دریافت کر سکتا ہے

——— ڈائرکٹر انفارمیشن بیورو پنجاب لاہور کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ قواعد جو گورنمنٹ پنجاب نے سکھ گوردوارہ ایکٹ ۱۹۲۵ء کے ماتحت بنائے۔ وہ اب چھپ رہے ہیں۔ اور یہ ایکٹ عنقریب نافذ العمل ہوگا۔

——— بمبئی ۱۴ اکتوبر۔ ابن سعود کے نمائندے کو آج رابغ کے حاکم کی طرف سے ایک برقی پیام موصول ہوا ہے۔ جس میں صحیح صحیح واقعات کی اطلاع دی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ سلطان ابن سعود مدینہ طیبہ پر حملہ نہیں کرنا چاہتا۔ مگر مدینہ کا محاصرہ باہر سے سختی سے جاری ہے۔

——— شملہ ۱۴ اکتوبر۔ بادشاہ و ملکہ بلجیم نے شملہ سے رخصت ہونے سے قبل جناب وائسرائے ہند کو ملک معظم شہنشاہ ہند کی اجازت سے اعلیٰ ترین نشان اعزاز سے ممتاز فرمایا۔

——— مہاراجہ نابھہ کا معاملہ پریوی کونسل میں پیش کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔

——— سکھ قیدیوں کا ایک بڑا بھاری حصہ بہت جلد رہا ہونے والا ہے۔

——— ۱۰ اکتوبر کا زمیندار راوی ہے۔ کہ محمد دیدار علی الخطیب فی مسجد وزیر خاں نے علامہ اقبال کے خلاف ان کے بعض اشعار کی بناء پر کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے۔ اور ان سے ملنے جلنے سے منع کیا ہے۔

——— بمبئی ۱۴ اکتوبر۔ مولانا شوکت علی کو ایک مراسلہ سابق سلطان اور خلیفہ عبد المجید خاں کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ جس میں مولانا کی خلافت سے ہمدردی اور خدمات اور حاجیوں کی حفاظت کے متعلق سلطان ابن سعود کی مدد کرنے کے متعلق شکریہ ادا کیا گیا ہے۔

——— لنڈن ۱۲ اکتوبر۔ وزارت پرواز نے آرمسٹرانگ کمرشل کمپنی کو ٹھیکہ دلایا ہے۔ کہ وہ کراچی میں ایک ایسی ہوائی قیامگاہ بنائے۔ جو تمام دنیا میں عظیم ترین ہو۔

——— گورنمنٹ ہند اور رئیس والیٔ کشمیر کے درمیان سمجھوتہ جدید کے لئے کہا جاتا ہے۔ کہ ریاست کی جانب سے مسٹر گلینسی صاحب بہادر اور گورنمنٹ ہند کی طرف سے مسٹر پیل صاحب بہادر فسٹ اسسٹنٹ ریزیڈنٹ کشمیر شملہ تشریف لے گئے۔

——— اخبار سیاست ۱۴ اکتوبر لکھتا ہے۔ خدا کی شان ایک دن وہ تھا۔ کہ انجمن اصلاح بدکاراں والے رنڈیوں کو خارج از بلد کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ لیکن آج زمانہ نے اس قدر پلٹا کھایا ہے۔ کہ خلافت کمیٹی کے بعض ارکان ان کے لئے جوتیاں چٹخا رہے ہیں۔ لاہور میں پچھلے بدھ کو ایک رئیس کے لڑکے کے ختنہ کی تقریب پر محفل سرود منعقد ہوئی۔ جس کے خاص منتظموں میں مولانا ظفر علی کے مشیر خاص دست راست خلافت کمیٹی کے سیکرٹری مولانا خواجہ غلام محمد صاحب تھے۔ رنگ و راگ کی مجلس کے لطف کو دوبالا کرنے کے لئے شہر کے چوٹی کے بھانڈوں و نٹوں کے علاوہ ایک کنچنی بھی بلائی گئی۔ خواجہ صاحب نے اپنی بساط سے بڑھ کر خوب دل کھول کر روپیہ سے بطور سلامی حوصلہ افزائی کی۔

——— حیدر آباد سندھ ۱۲ اکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ سندھ کے ایک قصبہ گڑھی یاسن میں ہندو اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ کچھ ہندو کسی مذہبی تیوہار کی تقریب پر نہر کے کنارے مجتمع تھے۔ ایک مقامی زمیندار نے ان پر حملہ کر دیا۔ ہندو حواس باختہ ہو کر بھاگ گئے۔ اور بعض خوف و دہشت کی وجہ سے نہر میں گر گئے۔ خبر ہے۔ کہ حملہ آوروں نے بعض ہندوؤں کو لوٹ لیا۔ بعض گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ اور ان پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔

——— ناگپور ۱۳ اکتوبر۔ ضلع واردھا کی تحصیل اروی میں ہندو اور مسلمانوں میں سخت فساد ہوا۔ یہ وہی مقام ہے۔ جس کی نسبت بیان کیا گیا تھا۔ کہ وہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں مفاہمت ہو گئی ہے۔ دونو قوموں میں لڑائی بڑے زور شور سے ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دو مسلمان مارے گئے۔ اور ایک ہندو کو سخت زخم آئے۔ منڈیاں بند ہیں۔

——— ریاست میسور کی قانونی کونسل نے ریاست میں گائے ذبح کرنے کی ممانعت کی تجویز پاس کر دی ہے۔

——— اسلامیہ کالج لاہور میں ہمیشہ یورپین پرنسپل رہا ہے۔ اور یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ مسٹر عبد اللہ یوسف علی کو اس عہدے پر مامور کیا گیا ہے۔ مسٹر موصوف انڈین سول سروس کے ریٹائرڈ رکن ہیں۔ گورنمنٹ ہند کے محکمہ مال کے ڈپٹی سیکرٹری اور ریاست حیدر آباد میں صدر المہامی کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔

——— شملہ ۱۰ اکتوبر۔ وزیر ہندوستان کی صلاح سے حکومت ہند نے پرنس آف ویلس انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون کو وسعت دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تاکہ اس میں ۲۰۰ طلباء تعلیم پا سکیں۔ عملی اسباب کی وجہ سے اس فیصلہ پر بتدریج عملدر آمد کیا جائے گا۔ اس فیصلہ کی منظوری دیتے ہوئے وزیر نے لکھا ہے کہ کالج کو وسعت دینے میں جو سوالات پیدا ہوں۔ ان کو انڈین سینڈہرسٹ کمیٹی کے غور کرنے کے لئے پیش کرنا چاہیئے۔

——— شملہ ۱۳ اکتوبر۔ مہاراجہ محمود آباد صوبجات متحدہ کے گورنر کی انتظامی کونسل کے ممبر تھے۔ اب ان کی جگہ نواب صاحب چھتاری کے تقرر کو ملک معظم نے منظور فرمایا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

——— لنڈن ۱۰ اکتوبر۔ بہت سے قبائل نے فرانسیسی افواج کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ ملک کے اندرونی حصہ میں بارشوں کی وجہ سے افواج کے قدم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ عبد الکریم کے ارادوں کے متعلق کسی قسم کا قیاس قبل از وقت ہے۔ زیادہ انحصار قبائل کے رویہ پر ہے۔

——— قاہرہ۔ ۱۱ اکتوبر۔ ایک ایرانی وفد ایرانی سفیر مصر کی قیادت میں جدہ روانہ ہوا ہے۔ تاکہ حجازی صورت حالات کے متعلق براہ راست واقفیت حاصل کی جائے۔ اور ان خبروں کی صحت کے متعلق تحقیقات کی جائے کہ کیا سلطان ابن سعود کے وہابی رفقائے کار نے مقامات مقدسہ کو نقصان پہنچایا ہے۔

——— قاہرہ ۱۲ اکتوبر۔ سلطان فواد شاہ مصر نے جو تحقیقاتی کمیشن حجاز میں تحقیقات حالات کے لئے روانہ کیا تھا۔ وہ واپس آگیا ہے۔ کمیشن مذکور کا بیان ہے۔ کہ جدے میں صورت حال نازک ہے۔ جدے میں تمام کاروبار بند پڑا ہے۔ اور باشندوں کے پاس سامان خور و نوش کم ہو گیا ہے۔ امیر علی کی فوج کے اکثر سپاہی بھاگے جا رہے ہیں۔ آبادی ۸۰ ہزار سے گھٹ کر فقط ۱۵ ہزار رہ گئی ہے اور مکہ مکرمہ کی آبادی ۲ لاکھ سے ۶۰ ہزار رہ گئی ہے۔

——— ۱۲ اکتوبر۔ اٹلی میں ایک مسافر گاڑی کا انجن ایک پل کے ٹوٹ جانے کے باعث دریا میں گر پڑا۔ یہ پل طغیانی کی وجہ سے شکستہ ہو گیا تھا۔ دس مسافر تو زخمی ہو گئے ہیں اور ۸ مفقود الخبر ہیں۔

——— ولایت میں ایک ایسی مشین طیار ہوئی ہے۔ جس سے حاملہ عورت یہ جان سکتی ہے۔ کہ اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ اس کا روپ رنگ کیا ہے۔ اور پیدا ہو کر بڑا ہونے پر اس کی صحت کی کیا حالت ہوگی۔

——— پیکنگ۔ ۱۲ اکتوبر۔ حکومت سوویٹ کی وزارت خارجہ نے مقامی دفتر خارجہ کو ایک مراسلہ ارسال کیا ہے۔ جس میں سوا ٹاؤں میں مخالفین بالشویک کے ایک روسی جہاز کے گرفتار کر لینے پر جس میں سات سو روسی سوار تھے۔ احتجاج کیا ہے۔ اور اس کو فوراً رہا کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

(منشی [illegible] پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر [illegible] قادیان سے شائع کیا)